عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۲۹ | ۱۶ تا ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۴۸

مُلک گیر احتجاجی مُظاہرے اور ریلیاں

اِسلامی حکومت کے رہنما اصول

اصغر علی کذاب سے مُتعلق استفتاء

گورنر پنجاب اور عاصمہ جہانگیر کا غیر مُحتاط ردِّ عمل

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بلی پالنا

شازاسرار، کراچی

س:...... میں بلی پالنا چاہتی ہوں، لیکن میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ بلی گھر میں پالنے سے گھر میں فرشتے نہیں آتے، کیونکہ بلی حرام اور نجس جانور ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... بلی پال سکتی ہیں، اس سے فرشتوں کے آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، ہاں جس گھر میں کتا ہو، اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔

اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا

منیر یوسف، کراچی

س:...... مولانا صاحب! شادی کے بعد لڑکیاں اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لکھنا شروع کردیتی ہیں، کیا یہ درست ہے اور شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ ولدیت ختم کردی جاتی ہے، براہ کرم جواب ضرور دیں۔

ج:...... یہ جدید دور کی اصطلاح ہے، تاہم شادی کے بعد والدین سے رشتہ ختم نہیں ہوتا، لیکن اگر تعارف کے لئے کوئی ایسا کرلے تو شرعاً اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات سفر وغیرہ میں شوہر بیوی کے رشتہ کا اس سے تعین ہوتا ہے، اس لئے جائز ہے۔

اصحابِ کہف کا قصہ

مسزرشید، کراچی

س:...... اصحاب کہف کے بارے میں مختصر بتایئے؟

ج:...... اصحاب کہف کا قصہ قرآن کریم کی سورۂ کہف میں موجود ہے۔ تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر عثمانی میں اس کی تفصیلات دیکھ لی جائیں۔

س:...... کیا اصحاب کہف غار میں ابھی تک سو رہے ہیں؟

ج:...... جیسا کہ قرآن کریم نے اہل کتاب کا قول نقل کیا ہے کہ اصحاب کہف تین سو نو سال تک اس غار میں سوتے رہے اور ان کو سلادیا گیا۔ حقیقت حال کیا ہے؟ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث خاموش ہیں، صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

س:...... ان کی حفاظت پر مامور کتا تمام کتوں کا سردار ہے؟

ج:...... یہ تو اپنی جگہ ہے کہ وہ وفادار کتا تھا، اسی وجہ سے اگر یہ کہا جائے کہ وہ کتوں کا سردار ہے تو بے جا نہیں۔

خواتین کے زیورات کی شرائط

محمد سعید، کراچی

س:...... ایک عالم صاحب نے خواتین پر دو شرائط کے ساتھ سونے کے زیورات کے استعمال کی اجازت دی ہے: پہلی شرط یہ کہ ان زیورات کی سالانہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ دوسری شرط یہ بتائی کہ ان زیورات کو صرف شوہر کے لئے اپنی زینت کرنے میں استعمال کیا جائے۔ کیا یہ دونوں باتیں درست ہیں؟ اور کیا صرف سونے کے زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنا کافی نہیں ہے؟ کیونکہ خواتین سونے کے زیورات تو صرف شادی بیاہ کی محفلوں میں اپنی زینت کے لئے اور اپنی امارت کے اظہار کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ صرف اپنے شوہر کے لئے سونے کے زیورات کو استعمال کرنے والی خواتین تو موجودہ ماحول میں ڈھونڈنے سے ملیں گی؟

ج:...... یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو وہ زیورات نہ صرف یہ کہ دنیا میں ضائع ہوسکتے ہیں بلکہ آخرت میں وبال اور ہلاکت کا سبب بنیں گے۔ اسی طرح زیورات کا استعمال زینت کے لئے ہے اور خواتین اپنی زینت کسی غیر محارم کے سامنے نمائش کرتی ہیں وہ عنداللہ مجرم اور ملعون ہیں۔ اس لئے شادی بیاہ کی محافل میں غیر مردوں کے سامنے نہ جائیں تاہم خواتین کے سامنے زیب و زینت کرسکتی ہیں، اس لئے عالم صاحب کی بات مجموعی اعتبار سے درست ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ ۔ ۱۷ تا ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ء ۔ شمارہ: ۴۸

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اعدائے دین کے خلاف اتفاق	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلامی حکومت کے راہنما اصول	۷	مولانا عبداللہ لدھیانوی
گورنر پنجاب کا غیر محتاط رد عمل	۱۲	پروفیسر متین الرحمٰن مرتضیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی کی کھری کھری باتیں	۱۴	ابراہیم حسین
بول کہ لب آزاد ہیں تیرے!	۱۶	حافظ رانا جواد خان
کرسس...یا..."بڑا دن" (۲)	۱۸	ابو اسحاق
اکابر اہل حق کی ناقابل فراموش یادیں	۲۲	الحاج ماسٹر محمد عمر
اصغر علی کذاب سے متعلق استفتا	۲۴	محمد یاسر قاسمی
ملک گیر احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں	۲۶	عدنان سنپال

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ظلم اور قطع رحمی کی سزا دُنیا میں بھی ملتی ہے

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جو اس بات کا زیادہ مستحق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا فوری طور پر دُنیا میں بھی دے دیں، علاوہ اس سزا کے جو اس پر آخرت میں ہوگی۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

یعنی گناہوں کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی، لیکن کبھی دُنیا میں بھی مل جاتی ہے، اور تمام گناہوں میں یہ دو گناہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ دُنیا میں بھی ان کی سزا ملے، ایک کسی پر ظلم و زیادتی کرنا، دُوسرے قطع رحمی کرنا، کیونکہ ان دونوں گناہوں سے خلقِ خدا کو ایذا پہنچتی ہے اور ان کے حقوق پامال ہوتے ہیں، اور موذی کو دُنیا میں بھی راحت و سکون نصیب نہیں ہوتا، پھر ظلم و تعدی اور قطع رحمی کے بھی مختلف درجات ہیں، اور ہر درجے کے شخص کو اس کے مناسب سزا ملتی ہے، چنانچہ قطع رحمی کی سب سے بدترین صورت والدین کے ساتھ بدسلوکی ہے، اور ایسا شخص دُنیا میں مال و اولاد کی برکت سے محروم ہوجاتا ہے۔

صابر و شاکر کون ہے؟ اور کون نہیں؟

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں، اللہ تعالیٰ اس کو صابر و شاکر لکھ دیں گے، اور جس شخص میں وہ دونوں باتیں نہ پائی جائیں، اللہ تعالیٰ اسے نہ شاکر لکھیں گے، نہ صابر۔ جو شخص کہ اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے، پس اس کی اقتدا کرے، اور اپنی دُنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے، پس اللہ تعالیٰ نے اسے جو فضیلت نیچے والے پر دی، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے، اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتے ہیں، اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور اپنے دُنیا کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے اور جو نعمت اس سے فوت ہوگئی ہے اس پر افسوس کرے، اللہ تعالیٰ نہ اس کو شاکر لکھتے ہیں اور نہ صابر۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (دُنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے اُوپر والے کو نہ دیکھو، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تم پر جو انعامات ہیں تم ان کی تحقیر نہ کرو۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

ان دونوں احادیث میں علم و معرفت کے ایک ''بابِ عظیم'' کی طرف راہ نمائی فرمائی گئی ہے، وہ یہ کہ دین کے معاملے میں تو اپنے سے فائق لوگوں کو دیکھو تاکہ تمہارے دل میں اُن کی ریس کا داعیہ پیدا ہو، اور تمہارا رُخ دین میں سبقت اور نیکیوں میں ترقی کی طرف ہو۔ اس کے برعکس دُنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے کے لوگوں کی طرف دیکھو، تمہیں دُنیا میں خواہ کیسی ہی تنگی، مصیبت اور مشکلات کا سامنا ہو، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو تم سے بڑھ کر تنگی میں مبتلا اور مصائب و آفات کا شکار ہوں گے، جب تم ان کی طرف دیکھو گے تو بے ساختہ اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ گے کہ مالک نے بغیر کسی استحقاق کے محض اپنے فضل و احسان سے مجھے ایسی نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں جن سے اس کی بہت سی مخلوق محروم ہے، اس صورت میں تمہیں صبر و شکر کا مقام حاصل ہوگا، اور تمہارا نام صابر و شاکر حضرات کی فہرست میں درج کردیا جائے گا۔

اس کے برعکس اگر دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو گے تو اس سے دو قباحتیں جنم لیں گی، ایک تو یہ کہ تم اپنی دینی حالت پر قناعت کرکے بیٹھ جاؤ گے، تمہارے دل میں ترقی اور بلندی کا ولولہ ہی پیدا نہ ہوگا، جس سے تمہاری دینی ترقی رُک جائے گی، اور کسی کی ترقی کا رُک جانا بجائے خود تنزل ہے۔ ایک دُکان دار کا سرمایہ اگر دس ہزار ہو، اور دس سال گزرنے پر بھی دس کا دس ہی رہے تو گویا اس نے اپنی زندگی کے دس سال ضائع کردیئے، باوجودیکہ دس سال میں اسے خسارا نہیں ہوا، لیکن دس سال کے عرصے میں اس کے سرمائے میں ترقی نہ ہونا بھی تو خسارا ہے۔ اور اس سے دُوسری قباحت یہ جنم لے گی کہ جب اپنے نیچے والوں کو دیکھو گے تو اپنے اعمال پر تم کو غرّہ ہوگا اور آدمی کا اپنے نیک اعمال پر نظر کرنا اور ان سے مغرور ہونا بجائے خود مہلک چیز ہے۔

اور اگر دُنیا کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والوں کو دیکھو گے تو اس سے بھی دو قباحتیں جنم لیں گی، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرما رکھی ہیں وہ تمہاری نظر میں نہیں جچیں گی، بلکہ اُوپر والوں کو دیکھ کر تم ان نعمتوں کی تحقیر اور ناشکری کروگے، تمہیں ان انعاماتِ الٰہیہ پر کبھی شکر کی توفیق نہیں ہوگی، اور تمہارا نام اللہ تعالیٰ کے یہاں ناشکروں کی فہرست میں لکھ دیا جائے گا۔ دُوسری قباحت یہ کہ تمہیں کبھی راحت و اطمینان کی کیفیت نصیب نہیں ہوگی، بلکہ دُوسروں کی اچھی حالت دیکھ کر ہمیشہ تمہاری رال ٹپکتی رہے گی، اگر تم زبان سے اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ بھی کرو تب بھی دل میں تو شکایت کا مضمون ضرور پیدا ہوگا کہ: ''ہائے! فلاں چیز اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تو دی ہے، مگر مجھے نہیں دی'' یہ بے صبری اور قلبی پریشانی کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے تمہارا نام کبھی صابرین کی فہرست میں نہیں لکھا جاسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی اُمت پر ماں سے زیادہ شفیق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ایسی تدبیر بتادی جس کے ذریعے انہیں دُنیا میں راحت و سکون بھی حاصل ہو، آخرت کے درجاتِ عالیہ بھی میسر آئیں، اور ان کا نام صابرین و شاکرین میں بھی لکھا جائے، اس شفقت و عنایت کا کیا ٹھکانا ہے...!

فَجَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

اعدائے دین کے خلاف اتحاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا نظام ہے کہ بعض اوقات ایسے حالات اور واقعات رونما ہوجاتے ہیں، جس کی بنا پر سالوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام ہفتوں میں انجام پاجاتا ہے۔ شاطر اور عیار دشمنوں نے اپنی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں اور فریب کاریوں کے نتیجہ میں ہمیشہ مسلم قوم کو تقسیم کئے رکھا۔ کبھی بدفطرت، مخبوط الحواس اور بدکردار شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹی نبوت کا مدعی بناکر قوم کو تقسیم کیا، کبھی صوبائیت، لسانیت، عصبیت اور قوم پرستی کے بدبودار نعروں سے تقسیم کیا، کبھی سنی، شیعہ، دیوبندی اور بریلوی تنازعات اچھال کر قوم کو تقسیم کیا، لیکن الحمدللہ! مسلم قوم جب بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئی ان فتنوں، جھگڑوں اور تنازعات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا تو اس نے بھانپ لیا کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ اور وہ ہم سے کیا کھیل کھیل رہا ہے؟

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مرزائیوں اور قادیانیوں نے اپنے جھوٹے نبی کی جھوٹی تبلیغ کے لئے صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں کو بھی اپنے تبلیغی مراکز میں تبدیل کرلیا، جس کے نتیجہ میں ان کے حوصلے اتنے بلند ہوگئے کہ پاکستان کے ایک صوبہ کو قادیانی اسٹیٹ بنالینے کے خواب دیکھنے لگے۔ مسلم قوم کا درد دل رکھنے والے علماء اس وقت جمع ہوئے، دشمن کے مذموم اور خطرناک عزائم سے قوم کو آگاہ کیا، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور متحد ہوکر ان دشمنانِ دین اور غداران وطن قادیانیوں اور مرزائیوں کے مقابلہ میں تحریک چلائی اور ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلم نوجوانوں کے خون کی قربانی دے کر مسلمانوں کے ایمانوں کو بچایا۔ ان شہادتوں اور قربانیوں کی بدولت مسلم قوم میں ایمان کی حرارت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال محبت ان کے رگ وریشہ میں رچی بسی رہی، جس کا ظہور ۱۹۷۴ء میں ایک منظم تحریک کی صورت میں نظر آیا، جس کی بدولت قادیانیوں اور مرزائیوں کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

آج بھی ایک ملعونہ اور گستاخ آسیہ نامی عورت کو ایک عدالت نے اس کے گستاخی کا جرم ثابت ہونے پر سزائے موت کا فیصلہ سنایا، تو مغرب کے زرخرید غلاموں نے اس سزا یافتہ ملعونہ عورت سے ہمدردی اور خیرخواہی کی آڑ میں قانون توہین رسالت کے خلاف ایکا کرلیا اور اس قانون کے غلط استعمال کے نام پر قانون کی معطلی کی سازشیں ہونے لگیں تو ناموس رسالت قانون کے تحفظ کے لئے دینی ومذہبی جماعتیں متحد ہوگئیں، اور ''تحریک ناموس رسالت'' کے پلیٹ فارم سے ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کردیا، چنانچہ روزنامہ جنگ کی خبر ملاحظہ ہو:

''راولپنڈی (نمائندہ جنگ) تحفظ قانون رسالت میں مجوزہ ترمیم کے خلاف تمام دینی جماعتیں متحد ہوگئی ہیں اور ملک کی

مذہبی، سیاسی جماعتوں نے ''تحریک ناموس رسالت'' کے پلیٹ فارم سے ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کردیا ہے اور تحریک کے لائحہ عمل کو وضع کرنے کے لئے صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں خصوصی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے جس کا اجلاس ۱۵ دسمبر کو اسلام آباد میں ہوگا جبکہ مذہبی قیادت ۱۵ دسمبر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ہونے والی کانفرنس میں بھی شرکت کرے گی۔ یہ فیصلے جمعیت علماء پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین اور آزاد کشمیر کے وزیر زکوۃ وعشر صاحبزادہ پیر عتیق الرحمٰن کی زیرصدارت ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس میں کئے گئے ہیں، جس میں مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد، سید منور حسن، سینیٹر پروفیسر ساجد میر، علامہ ساجد نقوی، مولانا حامد الحق، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، مولانا محمد حنیف جالندھری، مفتی منیب الرحمٰن، علامہ ریاض نقوی، چوہدری محمد اعجاز، مولانا اللہ وسایا، قاری عبدالملک، علامہ ایاز ظہیر ہاشمی کے علاوہ بڑی تعداد میں علمائے کرام ومشائخ عظام نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے راہنماؤں نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت کا خاتمہ امریکی ایجنڈا ہے، جسے روکنے کے لئے متفقہ پلیٹ فارم سے جدوجہد ضروری ہے۔ کانفرنس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وزیراعظم خود یہ وضاحت کریں کہ قانون رسالت میں کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی۔ قومی اسمبلی کی رکن شیری رحمٰن سے مطالبہ کیا کہ وہ ترمیم کرنے کے لئے پرائیویٹ بل واپس لے، کانفرنس نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ کانفرنس کے بعد پیر عتیق الرحمٰن نے پریس بریفنگ میں بتایا کہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مشترکہ پلیٹ فارم سے تحریک ناموس رسالت چلائی جائے گی، تحریک چلانے کے لئے جمعیت علماء پاکستان کے صدر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی قیادت میں خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے دوسرے ممبران میں جمعیت علماء اسلام (ف) کے مولانا عبدالغفور حیدری، جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا عبدالرؤف فاروقی، جمعیت اہلحدیث کے محمد شفیع خان، تحریک اسلامی کے مولانا سکندر عباس گیلانی، جماعت اہل سنت کے محمد شریف شرقی اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مولانا شفیق خان میروری شامل ہوں گے۔ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ ملک کی مقتدر سیاسی ومذہبی جماعتوں کا ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونا اہم بات ہے آج سے اس تحریک کا آغاز ہوگیا ہے۔ جے یو آئی (ف) کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی قوتیں خصوصاً مغربی تہذیب سے وابستہ قوتیں اسلام کو مٹانے یا کم از کم اسے کمزور کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کرکے تعصبات کو ابھارنا ان کا ایجنڈا ہے۔ انہوں نے ناموس رسالت کو بھی اپنے نشانے پر رکھا ہوا ہے، ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ کو یکجا کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی اور عالمی ایجنڈا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت کو ختم کیا جائے، اس کو ختم کرنے سے روکنے کے لئے متفقہ پلیٹ فارم سے جدوجہد کرنا ضروری ہے۔'' (روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ دسمبر ۲۰۱۰ء)

ہم عوام سے کہنا چاہیں گے کہ آپ ہمیشہ اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق رکھیں، کسی دین دشمن طالع آزما کو ہرگز یہ موقع نہ دیں کہ وہ آپ کی صفوں میں داخل ہوکر انتشار پیدا کرے اور قوم کو پھر لسانیت، قومیت، صوبائیت یا کسی اور نام پر تقسیم کرنے کی کوشش کرے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ مسلمانوں کو متحد و یک جان ہوکر آقائے نامدار، خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہوکر مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا عبداللہ لدھیانوی

اسلامی حکومت کے راہنما اصول

جو حکام اپنے ماتحتوں، نوکروں اور اولاد کو عدل پر نہیں رکھ سکتے وہ رعایا پر کس طرح کنٹرول کرکے ان کو عدل وانصاف کا حق دے سکتے ہیں؟

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جس قدر یا جس نوعیت کی اچھائیاں یا برائیاں پھیلتی ہیں، ان سب کی جڑ حکومت وقت ہوتی ہے، اس لئے کہ انتظامات و اختیارات حکمرانوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ افراد وارکان دولت اگر نیک، خداترس وخداپرست اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے والے ہیں تو یہ حکومت رعایا کے لئے عین رحمت خداوندی ہے، ورنہ غضب الٰہی۔ کیونکہ حکام کی غیر ذمہ دارانہ حرکات وسکنات ظلم وستم میں اتنا اثر ہوتا ہے جو دنیا کے کسی فساد میں نہیں ہوتا اور علم وعمل فرمانروائی کی ایسی مضبوط وغیر متزلزل بنیادیں ہیں جنہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلا سکتی۔ حاکم کا یہ فرض ہے کہ شب وروز یہ خیال رکھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے کس لئے کرسی یا تخت نشین بنایا ہے؟ میری ابتدا قطرہ پانی اور انتہا ایک مشت خاک کے سوا اور کیا ہے؟ جو احکم الحاکمین کی مرضی کے مطابق کام ہوا وہ میرا ذخیرہ ہے، باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا۔ جب یہ باتیں ذہن نشین کرے گا تو اس کے لئے حکمرانی بہ نصرت خداوندی آسان سے آسان تر ہوجائے گی اور سب پریشانیاں اور الجھنیں ختم ہوجائیں گی، کیونکہ حاکم عادل وخدا پرست جب احکام الٰہی کے مطابق حکومت کرتا ہے تو اس کا ہر فعل ایک عبادت ہے جو حق تعالیٰ کی غیبی وظاہری نصرتوں کو اپنی طرف بدرجہ اتم مبذول کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے۔ صادق ومصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”بادشاہ کے ایک دن کا عدل ساٹھ برس کی لگاتار عبادت کرنے سے افضل ہے۔“ کیونکہ عبادت سے صرف اپنی جان جہنم سے بچانا مقصود ہے اور عدل میں تمام مخلوق خدا پر رحم کھانا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ”سات آدمی قیامت کو عرش کے سایہ میں ہوں گے، ان میں پہلا وہ بادشاہ عادل ہوگا، جو بادشاہ اللہ کی مخلوق پر رحم کھانے والا ہو، اللہ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔“ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ بادشاہ عادل کے لئے ساٹھ صدیق مستعد عبادت گزار کا عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اور فرمایا: ”بادشاہ عادل احکم الحاکمین کا بہت ہی مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم اللہ تعالیٰ کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے۔“ فرمایا: ”اس خدا کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ تمام رعایا کے عمل نیک جتنے ہوتے ہیں، ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے نیک عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں، اس کی نماز ستر ہزار نمازوں کے برابر ہے۔“

جب یہ بات ہے تو اس سے زیادہ کون سا نفع بخش کام ہوگا اور جو شخص اس نعمت عظیم کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے خداداد اختیارات کو مخلوق خدا پر ناجائز استعمال کرکے اپنی خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ اس سے زیادہ تباہ حال واخروی عذاب کا مستحق کون ہوگا؟

بلکہ اس روش پر گامزن شخص ملک وملت کے لئے باعث ننگ وعار ہے اور اس کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب دین سے بے تعلقی ہے۔ اگر دین سے تھوڑا سا لگاؤ بھی ہو تو دنیا وآخرت کا اس قدر نقصان نہ ہو۔

لہٰذا نیک سیرت، خداترس، منصف مزاج، ملک وملت کے بہی خواہاں حکام اور قوم وملک کے ذمہ دار نفوس کی یاددہانی کے لئے کتاب وسنت کی روشنی میں حکمرانی کے ایسے چند اصول پیش کئے جاتے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ملک وقوم کا انتظام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوسکتا ہے:

ا:... جو مقدمہ پیش ہو تو حاکم پہلے اپنے آپ کو رعیت خیال کرے اور غیر کو حاکم، پھر جو اپنے لئے پسند نہ کرے وہ دوسرے کے لئے بھی اچھا نہ سمجھے، اگر اس کے برعکس کرے گا تو عنداللہ دغاباز اور خائن شمار ہوگا۔ بدر کی لڑائی کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سایہ میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دھوپ میں بیٹھے تھے تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ سایہ میں اور باقی لوگ دھوپ میں بیٹھے ہیں، اس تھوڑی سی بات پر بھی گلہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص دوزخ سے نجات پانے کو پسند کرتا ہے اور جنت کا مشتاق ہے اسے چاہئے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا دنیا سے رخصت ہو اور جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا کسی کے لئے بھی پسند نہ کرے اور جو شخص صبح اس حالت میں اٹھے کہ اس کا جی علاوہ خدا کے کسی اور چیز سے لگا ہوا ہو تو وہ مرد خدا نہیں ہے اور اگر وہ مسلمانوں کے کام اور ان کی خدمت سے لاپرواہ

ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

۲:... بادشاہ اور حاکم اپنے دروازے پر حاجت مندوں کا انتظار باعث نقصان سمجھے اور اس خطرے سے دور رہے، جب تک صاحب حاجت کی ضرورت پوری نہ کرے، تب تک کسی نفلی عبادت میں ہرگز مشغول نہ ہو، کیونکہ نفلی عبادت سے حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا افضل ہے۔ ایک دن خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ظہر کے وقت تک خدمت خلق میں مصروف رہے، جب آپ تھک گئے تو آرام لینے کو تھوڑی دیر گھر تشریف لے گئے، آپ ابھی جا کر لیٹے ہی تھے کہ آپ کے بیٹے نے آ کر عرض کیا: یا امیرالمومنین! آپ کس سبب سے اطمینان میں ہیں؟ شاید آپ کو اس وقت موت آ جائے اور کوئی حاجت مند انتظار میں ہو تو آپ عنداللہ قصوروار ہو جائیں گے، آپؒ نے فرمایا: بیٹے! درست کہتے ہو، آپ فوراً اٹھ کر واپس تشریف لے گئے۔

۳:... حکمران قانع ہو اور سب عیش و عشرت کا تارک اور مجاہد ہو، کیونکہ بغیر ان اوصاف جمیلہ کے عدل وانصاف وحق ترسی محال ہے جو سلطنت کی روح ہے۔ امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے حضرت سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ میرا حال جو تمہارے لئے ناپسند ہو، کہہ دو۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت دو طرح کا سالن آپ کے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو کرتے رکھتے ہیں، ایک رات کا اور ایک دن کا، آپ نے فرمایا: یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

۴:... حاکم و بادشاہ رعیت سے نرمی برتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”جو حاکم رعیت سے نرمی برتتا ہے، خدا تعالیٰ قیامت کو اس کے ساتھ نرمی برتے گا۔“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ: ”اے اللہ! جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس کی ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اس کے ساتھ سختی کرنا۔“ اور فرمایا کہ: حاکم حکومت کا حق بجالائے تو حکومت اس کے حق میں اچھی ہے اور جو اس میں قصور کرے اس کے لئے بُری ہے۔ ہشام بن عبدالملک خلیفہ نے علامہ ابو حازمؒ سے دریافت کیا کہ حکومت میں نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو درہم بادشاہ یا حاکم لے، حلال لے کر مستحقین پر صرف کرے، کیا یہ کوئی کرسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ کرسکتا ہے، جس کو عذاب قبر کی طاقت نہ ہو اور جنت ورضائے الٰہی کا طالب ہو۔

۵:... بادشاہ حاکم یہ کوشش کرے کہ قانون سماوی کے مطابق رعایا اس سے خوش رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے بدتر وہ حاکم ہیں جو تمہیں دشمن رکھیں اور تم ان کو دشمن رکھو وہ تمہیں لعنت کریں اور تم ان کو لعنت کرو، حاکم کو کسی کی تعریف کرنے سے مغرور نہیں ہونا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ سب اس سے خوش ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ڈر کے مارے اس کی تعریف کررہے ہوں، بلکہ حاکم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے معتبر ذرائع سے اپنا غائبانہ حال لوگوں سے دریافت کرتا رہے، کیونکہ انسان اپنے عیوب دوسروں ہی کے ذریعہ جان سکتا ہے۔

۶:... حاکم بادشاہ آسمانی احکام کے خلاف عمل پر کسی کی رضامندی نہ تلاش کرے، کیونکہ اس کی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہ دے گی، یہ ضروری بات ہے کہ جب حاکم ظالم کو سزا دے گا تو ظالم کے مددگار ناراض ہوں گے اور دوسرے خوش تو فریقین کو خوش کرنا مشکل ہے، لہٰذا وہ بڑا نادان ہے جو مخلوق کی رضا مندی کے لئے خدا کو چھوڑ دے۔

شیخ سعدیؒ ایک مرتبہ بیگار میں پکڑے گئے اور خندق کھودنے پر لگادیئے گئے۔ ایک دوست نے دیکھا تو رحم آیا اور فدیہ دے کر ان کو چھڑایا اور اپنے ساتھ حلب میں لائے، مزید عنایت سے سو اشرفی مہر پر اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کردی، لیکن بیوی نہایت شوخ اور زبان دراز تھی۔ شیخ سعدیؒ سے ہمیشہ اَن بَن رہتی تھی۔

ایک دن بیوی نے طعنہ دیا کہ تم اپنی اصلیت بھول گئے تم وہی تو ہو کہ میرے باپ نے دس دینار دے کر تم کو چھڑایا تھا۔ شیخ سعدیؒ نے کہا ہاں دس دینار دے کر چھڑایا، لیکن سو دینار کے بدلے میں پھر گرفتار کرادیا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجئے۔ حضرت صدیقہؓ نے جواب میں لکھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلائق کی خوشی میں حق تعالیٰ کی خوشی چاہتا ہے حق تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور مخلوق کو اس سے خوش کردیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں مخلوق کو خوش کرنا چاہتا ہے تو خدا اس سے ناخوش ہوجاتا ہے اور مخلوق کو بھی اس سے ناراض کردیتا ہے۔

۷:... حاکم اور بادشاہ پر لازم ہے کہ مرتبہ حکومت کو بڑا خطرناک کام سمجھے، کیونکہ خلق خدا کا کفیل ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اس کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اس کے برابر کوئی سعادت مند اور نہیں ہے۔ اگر اس میں قصور و تساہل کرتا ہے تو اس کے نیچے اور کوئی شقاوت کا درجہ نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑ کر مجمع قریش میں تقریر فرمائی کہ قریش جب تک تین کام کرتے رہیں گے تب تک قریش ہی میں سے سلاطین و حکام پیدا ہوتے رہیں گے۔ لوگ اگر ان سے مہربانی چاہیں تو مہربانی کریں، جو شخص ایسا نہ کرے گا تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت، خدا تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول کرے نہ سنت۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو کوئی دو آدمیوں پر بھی حکمران ہو اور وہ

ظلم وستم کو روا رکھتا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ فرمایا تین آدمی ہیں جن پر قیامت کو خدا نظر رحمت نہیں کرے گا: اول: سلطان دروغ گو، دوسرا: بوڑھا زناکار، تیسرا فقیر متکبر ولاف زن۔

ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مشرق ومغرب کا ملک عنقریب تمہیں فتح ہوگا اور وہاں کے عمال دوزخ میں پڑیں گے، مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے اور امانت گزار رہے، آپ کا ارشاد ہے کہ جس حاکم کو خدا تعالیٰ نے رعیت حوالے کی ہو وہ اگر دغا بازی کرے گا اور رعایا پر شفقت نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کو حرام کر دے گا، اور فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سرداری دی اس نے ان کی ایسی نگہبانی نہ کی جس طرح کہ اپنے گھر والوں کی کرتا ہے تو اس سے کہہ دو کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے، اور فرمایا کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہیں گے، ایک ظالم بادشاہ، دوسرا بدعتی جو دین میں فساد کر کے حد سے گزر جائے۔

فرمایا کہ ظالم بادشاہ پر قیامت کو بڑا عذاب ہوگا، فرمایا: پانچ آدمیوں سے خدا ناخوش ہے، اگر دنیا میں ان کو عذاب دے تو سخت عذاب دے ورنہ دوزخ میں تو ان کی جگہ ہوگی۔ ان میں سے ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو ان سے لے لے لیکن ان کی دادرسی نہ کرے اور ان سے ظلم ختم نہ کرے، دوسرا رئیس مال دار ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور قوی کمزور کو برابر نہ سمجھے بلکہ طرف داری سے بات کرتا ہو، تیسرا وہ شخص ہے جس نے مزدوری کرا کر محنتانہ روک لیا ہو، چوتھا وہ جو اپنے اہل وعیال کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم نہ کرے اور نہ ان کو دین کی بات سکھائے، اور نہ ان کے خرچ وغیرہ کا خیال کرے، پانچواں وہ شخص ہے جو مہر وغیرہ کے بارے میں اپنی جورو پر ظلم کرے۔

فرمایا: جس کی دس آدمیوں پر بھی حکومت ہوتی ہے اس کو قیامت کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے خدا کے حضور میں لایا جائے گا، اگر وہ نیک ہوگا تو خلاصی پائے گا ورنہ اس پر گرفت ہوگی۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر، آسمان کے حاکم سے اس دن جب کہ یہ اس کے روبرو حاضر ہوگا مگر وہ جس نے داد رسی کی ہو حق ادا کیا ہو، طمع کے موافق حکم نہ کیا ہو، قرابت والوں کی بے جا حمایت نہ کی ہو، کسی ڈر یا لالچ کی وجہ سے حکم نہ بدلا ہو، کتاب اللہ کو پیش نظر رکھ کر دنیا میں حکمرانی کی ہو۔

آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کو جملہ حکام کو احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر کیا جائے گا، اور ارشاد ہوگا کہ تم میری بکریوں کے چرواہے تھے اور میری زمین کی ملکیت کے خزانہ دار تھے، میرے حکم سے زیادہ تم نے کسی پر کیوں حد لگائی اور سزا دی؟ عرض کریں گے کہ اے احکم الحاکمین اس غصہ کی وجہ سے کہ انہوں نے تیرے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، حکم ہوگا کہ کیا میرے غصہ سے تمہارا غصہ زیادہ تھا؟ جن حکام نے حد لگانے میں رعایت برتی ہوگی ان کو حکم ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کم سزا کیوں دی؟ عرض کریں گے کہ اے الہ العالمین! ہم نے ان پر رحم کیا، ارشاد ہوگا کیا تم مجھ سے زیادہ رحیم تھے؟ اس کے بعد دونوں گروہوں کو پکڑ کر دوزخ کے گوشے ان دونوں سے بھر دیئے جائیں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ کسی حاکم کی تعریف نہیں کرنا خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حاکم خواہ ظالم ہو خواہ عادل صراط پر ٹھہرائے جائیں گے پھر حق تعالیٰ صراط کو حکم دیں گے کہ انہیں ایک جھٹکا دے، جس جس نے حکم میں ظلم کیا ہوگا یا رشوت لے کر فیصلہ کیا ہوگا یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی یہ سب دوزخ میں گر پڑیں گے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لباس بدل کر جب نکلتے تو اپنے متعلق لوگوں سے دریافت کیا کرتے کہ داؤد کیسا ہے؟ ایک بار حضرت جبریل امین آدمی کی صورت میں آپ کے سامنے آئے، آپ نے حسب عادت ان سے بھی یہی سوال کیا جبریل امینؑ نے جواب دیا کہ داؤد بڑا نیک مرد ہے اگر بیت المال سے نہ کھائے بلکہ اپنا کما کر کھائے۔ داؤد علیہ السلام عبادت خانہ میں گئے اور دعا مانگی کہ اے مولا! کوئی دستکاری سکھادے تا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں، حق تعالیٰ نے آپ کی دعا منظور فرمائی اور آپ کو زرہ بنانے کی تعلیم بخشی۔

بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت اقدس میں اپنا قاصد بھیجا تا کہ آپ کی صورت وسیرت ودیگر حالات معلوم کر کے آئے، ایلچی نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسلمانوں سے ان الفاظ میں آپ کا دریافت کیا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ نہیں، ہمارا امیر ہے وہ ابھی شہر سے باہر تشریف لے گئے ہیں، ایلچی نے باہر نکل کر آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ دھوپ میں سوئے ہوئے ہیں اور چہرہ مبارک سے پسینہ اس قدر ٹپک رہا ہے کہ زمین تر ہو چکی ہے اور بجائے تکیہ کے زرہ یا کوڑا مبارک سر کے نیچے رکھا ہوا ہے یہ حال دیکھ کر ایلچی پر بڑا اثر ہوا کہ ہائے جس کی ہیبت سے تمام روئے زمین کے بادشاہ لرزاں و بے قرار ہیں تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو۔

پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین! آپ نے عدل کیا اس وجہ سے بے کھٹک سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے جس کی بنا پر خواہ مخواہ ہراساں رہتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین حق ہے اگر میں قاصد بن کر نہ آتا تو آج ہی مسلمان ہو جاتا انشاء اللہ پھر حاضر ہو کر گوہر ایمانی سے اپنا دامن مقصود پُر کروں گا، لہٰذا حاکم کا فرض ہے کہ علمائے ربانی اور پرہیزگار لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑے اور بے عمل اور لالچیوں سے بچے۔

بادشاہ اور حاکم وامیر کو علمائے حقانی کی ہم نشینی اپنے اوپر لازم سمجھنی چاہئے تا کہ ان کی صحبت سے دل منور ہو اور لالچی لوگوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ لالچی لوگ بے جا تعریفیں اور مکر و حیلے سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور حکام کے عیوب کو ان کی آنکھوں کے سامنے خوبیوں میں تبدیل کر کے دکھاتے ہیں تا کہ حق تک اس کی رسائی نہ ہو، وہ اس کو اسی طرح اندھیرے میں رکھ کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں۔

علمائے حقانی وہ لوگ ہیں جو کسی سے طمع و لالچ نہ رکھیں اور حق بات کہنے سے نہ رکیں۔

حضرت شقیق بلخیؒ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس گئے، ہارون الرشید نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ زاہد ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! شقیق ہوں زاہد نہیں ہوں۔ ہارون الرشید نے عرض کیا کوئی نصیحت کریں، آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم نے تجھے صدیق اکبرؓ کی جانشینی دی ہے، جس طرح خدا ان سے صدق چاہتا تھا، اسی طرح تم سے بھی چاہتا ہے، حق تعالیٰ نے تجھے صدیق اکبر عمر فاروق اعظمؓ کی جگہ دی ہے، جس طرح ان سے حق و باطل میں فرق چاہتا تھا، اسی طرح تجھ سے چاہتا ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی جگہ دی گئی اور یہ اللہ کا عطیہ ہے، اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان سے شرم و حیا چاہی ہے اسی طرح تجھ سے بھی حیا چاہتا ہے، جناب علی المرتضیٰؓ کی جگہ تجھے بٹھایا ہے جس طرح ان سے علم و عدل چاہا گیا تھا اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے۔ ہارون الرشید نے کہا اور نصیحت کریں: آپؒ نے فرمایا: کہ خدا تعالیٰ نے ایک قید خانہ بنا رکھا ہے جس کو دوزخ کہتے ہیں تجھ کو اس کا دربان بنا رکھا ہے اور تجھ کو تین چیزیں دی ہیں: (۱) بیت المال کا مال، (۲) تلوار، (۳) تازیانہ اور حکم فرمایا ہے کہ تو ان تینوں چیزوں کے ذریعے سے لوگوں کو جہنم سے اس طرح بچا کہ جو غریب محتاج تیرے پاس آئے اس کو مال سے محروم نہ کر، جو خدا کی نافرمانی کرے، اسے تازیانے سے مار، جو کوئی ناحق قتل کر ڈالے، ولی مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی مار ڈال، اگر ایسا نہیں کرے گا تو دوزخ میں سب سے پہلے تو جائے گا اور لوگ تیرے پیچھے۔ ہارون الرشید نے مزید عرض کیا اور آپ نے فرمایا کہ تو ایک چشمہ ہے اور تیری رعایا دنیا میں نہریں ہیں۔ چشمہ اگر صاف اور روشن ہو تو یہ نہریں گدلی نقصان نہیں دیتیں اگر چشمہ صاف اور روشن نہ ہو تو نہروں کی صفائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید اپنے مصاحب عباسؓ کے ساتھ حضرت فضیل عیاضؒ کی خدمت میں گیا، جب ان کے دروازے پر پہنچا تو آپ قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: ہارون الرشید نے کہا۔ اگر ہم نصیحت لینا چاہیں تو یہ آیت ہمارے لئے کافی ہے:

''آیا سمجھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے
بُرے کام کئے یہ کہ برابر رکھیں گے ان کے
ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے،
برابر ہے ان کی زندگی اور موت برا حکم تھا جو
انہوں نے کیا۔''

پھر ہارون الرشید کے حکم سے عباسؓ نے دستک دی اور عرض کیا کہ امیر المومنین آئے ہیں، دروازہ کھولو، اندر سے جواب ملا کہ میرے پاس امیر کا کیا کام ہے؟ عباسؓ نے کہا کہ امیر کی اطاعت کرو تب انہوں نے دروازہ کھولا، رات کا وقت تھا دروازہ کھلتے ہی چراغ گل کر دیا گیا، اندھیرے میں ہارون الرشید نے ادھر ادھر ہاتھ مارے، جب فضیلؒ سے مصافحہ کیا تو حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر جہنم سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر فرمایا: امیر المومنین! قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب کے لئے تیار رہ، کیونکہ خداوند عادل و قادر مطلق نے تجھ سے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر انصاف و بے انصافی کے متعلق سوال کرنا ہے ہارون رونے لگا عباسؓ نے کہا کہ اے فضیلؒ! خاموش رہو تم نے امیر المومنین کو مار ہی ڈالا، اس کے جواب میں حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ہارون! میں تجھے کہہ دیتا ہوں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے، اس سے ہاتھ کھینچ اور جو دوسروں کا مال ہے انہیں واپس پھیر دے، میں اس کا حق دار نہیں ہوں۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید رخصت لے کر چلا گیا۔

ایک مرتبہ خلیفہ عمر بن العزیزؒ نے محمد بن کعب القرظیؒ سے کہا کہ عدل کی تعریف کرو، فرمایا کہ جو مسلمان تجھ سے چھوٹا ہو اس کو اپنی اولاد سمجھ اور ان سے ایسا برتاؤ کر جیسا باپ بیٹے سے کرتا ہے اور جو مسلمان تجھ سے بڑا ہے، اس کو اپنے والد کی جگہ سمجھ اور اس سے وہی برتاؤ اور سلوک کر جو اپنے بڑوں سے تجھے کرنا ضروری اور فرض ہے، جو تیرے برابر کا ہو اس کو اپنا بھائی سمجھ اور بھائی کا سا سلوک کر اور ہر قصوروار کو اس کی بدعملی کے مطابق سزا دے خبردار! کسی کو اپنی نفسانیت اور غصہ کی وجہ سے تازیانہ نہ مارو ورنہ تیری جگہ جہنم ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت ابوقلابہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس تشریف لے گئے، عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی خلیفہ باقی نہیں رہا، سوائے تیرے۔ عرض کیا گیا کہ کچھ اور فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ اگر خدا سے مدد لیتا رہے تو تجھے کس کا ڈر ہے اور وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کس کی پناہ میں رہے گا؟ خلیفہ نے فرمایا: جو فرمان ہو، میرے لئے کافی ہے، اس لئے کہ اصل بات ہاتھ آ گئی۔

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک دن سوچا کہ میں نے دنیا میں رہ کر اس قدر عیش کئے دیکھئے قیامت میں میرا کیا حال ہو؟ حضرت ابو حازمؒ کے پاس جو اس وقت کے بڑے علماء وزہاد میں سے تھے، آدمی بھیجا کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہیں، اس میں سے مجھے بھی بھیج دیں۔ حضرت حازمؒ نے گندم کی تھوڑی سی بھوسی بھون کر بھیج دی اور فرمایا کہ رات کو میں یہی کھایا کرتا ہوں، سلیمان کے دل پر اس کو دیکھ کر بڑا اثر ہوا اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے تین روزے پے در پے رکھے لیکن کچھ نہ کھایا، تیسرے روز شام کو اسی سے روزہ افطار کیا اسی رات سلیمان بن عبدالملک نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی تو عبدالعزیز پیدا ہوئے اور اس سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے جو عدل وانصاف میں فاروق اعظم امیر المومنین حضرت عمرؓ کے قدم بقدم رہے اہل حق نے کہا یہ اس کی اس نیک نیتی کا پھل تھا۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب تھا؟ فرمایا کہ میں ایک دن اپنے غلام کو مار رہا تھا، اس نے کہا: میاں اس رات کو یاد کرو جس کی صبح قیامت ہوگی، بس اس کی یہ بات میرے دل پر اثر کر گئی، خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوحازمؒ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا کہ زمین پر سویا کرو، موت کو سر پر یقین جانو اور جس چیز کو تو روا رکھتا ہے اس میں موت کا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہیں رکھتا اس سے دور رہ، ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو۔

حاکم صرف اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود تو ظلم وستم سے بچے اور ماتحتوں کا خیال تک نہ ہو بلکہ اپنے ماتحتوں کو ہر ممکن ذرائع سے بچانا حاکم و بادشاہ پر اولین فرض ہے کیونکہ ہر حاکم وسردار سے قیامت کو سوال ہوگا، امیرالمومنین عمر فاروقؓ نے اپنے عامل حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ سب سے بڑا نیک بخت وہ عمل دار ہے، جس کی رعایا نیک بخت ہو اور سب سے بڑا بد بخت عمل دار وہ ہے جس کی رعایا بد بخت ہو۔ خبردار! فراخ روی نہ کرنا کہ تمہارے عمال یعنی ماتحت ایسا ہی کریں گے اس وقت تمہاری مثال اس چوپائے کی سی ہو جائے گی جو گھاس دیکھ کر حرص سے بہت کھا جائے تاکہ فربہ ہو، آخر وہی فربہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے اور لوگ اس کو ذبح کرکے کھا جائیں، کتب سابقہ یعنی توراۃ، انجیل وغیرہ میں بھی یہی ہدایات ہیں کہ اگر بادشاہ کے عامل سے ظلم سرزد ہو اور بادشاہ چپ رہے تو وہ ظلم گویا بادشاہ خود کر رہا ہے، اس پر اس کی سخت گرفت ہوگی۔ حاکموں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ بے وقوف ونقصان رسیدہ نہ ہوگا جو اپنے دین وآخرت کو اور دائمی عیش اخروی کو چند دن کے عوض میں برباد کر دے۔

اب دنیا میں یہ رواج عام ہو چکا ہے اور یہ بات عادت میں داخل ہو چکی ہے کہ دینی ودنیوی خدمت محض دنیا جمع کرنے کی غرض سے ہوتی ہے اور حکام ونوکر اپنی لغزشوں اور بدکرداریوں کو والی کے سامنے یا افسران بالا کے روبرو اس خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں کہ ان کو اس قصور میں اپنا ساتھی بنا لیں اور جو سزا عنداللہ ان کے لئے تجویز ہو چکی ہے، اس میں ان کو بھی شریک کر لیں۔

ملک وقوم کا سب سے بدترین دشمن ایسے لوگوں کے علاوہ کون ہو سکتا ہے جو چند کوڑیوں کے لئے چند یوم کی ختم ہونے والی راحت کی خاطر ملک وقوم کی بربادی کا سامان کریں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو حکام اپنے عاملوں، ماتحتوں نوکروں اور اولاد کو عدل پر نہیں رکھ سکتے وہ رعایا پر کس طرح کنٹرول کرکے ان کو عدل وانصاف کا سبق دے سکتے ہیں؟

عدل کمال حق سے پیدا ہوتا ہے اور کمال حق یہ ہے کہ ہر آدمی ہر کام کو واقع کے مطابق دیکھے ان کے ظاہر پر ہرگز فریفتہ نہ ہو، آدمی جب عدل سے دریغ کرے گا تو دنیا کی وجہ سے کرے گا تو غور کرے کہ مجھے دنیا سے مقصود کیا ہے؟! اگر اس کا دل اچھے اچھے عمدہ کھانوں کی طرف راغب ہے تو یہ سمجھ لے کہ میں بصورت آدمی چوپایہ ہوں کیونکہ محض کھانا پینا خاصہ چوپایوں کا ہے اگر دل کو لباس وزیب تن مرغوب ہے تو یہ یقین کرلے کہ عورت بصورت آدمی ہے، کیونکہ یہ خاصہ عورتوں کا ہے اور اگر یہ چاہے کہ میں اپنے ماتحتوں یا مقابل پر بے جا غصہ اتاروں تو درندہ بصورت آدمی ہے۔ کیونکہ یہ خاصہ درندوں والا ہے اور اگر بے جا غصہ کرکے اپنی عزت افزائی کی سعی کرے گا تو یہ جاہل بصورت عاقل ہے اگر عاقل ہوتا تو سمجھ لیتا کہ یہ سب حیلہ جات نفسانی ہیں، اگر ایسے لوگوں کی خدمت نہ کی جائے تو قریب نہیں آتے، اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ سب خواہش کے بندے ہیں، اگر خدا کے بندے ہوتے تو ہر حال میں خدمت خلق ووطن کو مدنظر رکھ کر شمع اتباع نبوت کی روشنی میں خوب کام کرتے۔

☆☆..........☆☆

آسیہ کیس.... گورنر پنجاب اور عاصمہ جہانگیر کا غیر محتاط ردِ عمل

پروفیسر متین الرحمن مرتضیٰ

سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدر عاصمہ جہانگیر نے توہین رسالت کی ملزمہ آسیہ مسیح کو صدر کی جانب سے معافی دیئے جانے کے ممکنہ عمل کے خلاف لاہور ہائی کورٹ کے حکم امتناعی کے اجرا کی ملامت کی ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر پہلا تبصرہ کرتے ہوئے عاصمہ جہانگیر نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ کیونکر لاہور ہائی کورٹ نے ایک ایسے عمل پر حکم امتناعی جاری کردیا ہے جو ابھی وقوع پذیر ہوا ہی نہیں ہے۔ انہوں نے مقننہ کے دستوری امتیازی حق کو معطل کرنے کی سوچ کو مسترد کردیا۔ ان کے بقول اگر مقبولیت پانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے تو مقبولیت حاصل کرنے کے اور بہت راستے ہوسکتے ہیں، قوانین کو تو اس طرح نہ توڑیے، مروڑیے، کیونکہ عدالتی فیصلے تو نظیر بن جاتے ہیں۔

یہ باتیں محترمہ عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں ”توہین رسالت کے قوانین: نظر ثانی کا تقاضا“ کے عنوان سے جناح انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیں۔ اس سیمینار کا اہتمام سابق وزیر اطلاعات شیری رحمن نے کیا تھا۔

عدالتی فیصلے پر عاصمہ جہانگیر کا یہ تبصرہ بہت غیر ضروری اور حد سے متجاوز ہے۔ ان کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اس عدالتی فیصلے کے پس منظر کو بھی پیش نظر رکھتیں، یہ عدالتی فیصلہ دراصل ایک بڑے غلط اقدام کو روکنے کے لئے کیا گیا۔ پس منظر یہ تھا کہ ایک سیشن کورٹ نے آسیہ مسیح کو مقدمے کی سماعت کے بعد توہین رسالت کے الزام میں سزا سنائی تھی۔ یہ پہلے عدالتی مرحلے کا فیصلہ تھا، حتمی اور آخری فیصلہ نہیں تھا، آسیہ کو اس فیصلے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کا حق دیا گیا تھا اور آسیہ نے فیصلے کے خلاف اپیل دائر بھی کردی تھی، گویا کئی مرحلوں کا عدالتی عمل ابھی مکمل نہیں ہوا تھا، بلکہ جاری تھا کہ درمیان میں گورنر پنجاب آ ٹپکے اور انہوں نے قبل از وقت یعنی عدالتی عمل کے پہلے ہی مرحلے کی تکمیل کے بعد ملزمہ سے رحم کی اپیل لکھوا کر وصول کرڈالی۔

اس درخواست کو وصول کرنے کے بعد زیریں عدالت کے فیصلے کو مکمل پڑھے بغیر انہوں نے شیخوپورہ جیل میں کہا کہ توہین رسالت کا کوئی واقعہ سرے سے پیش ہی نہیں آیا۔ ان کا یہ کہنا عدالتی فیصلے کی تحقیر کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم کسی کو ملک میں قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینے دیں گے، جو قائد اعظم، ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو کا ہے اور گورنر پنجاب یہ وعدہ کرکے شیخوپورہ جیل سے روانہ ہوئے کہ وہ رحم کی یہ درخواست لے کر خود صدر کے پاس جائیں گے اور صدر یقیناً اس درخواست کو قبول کرلیں گے، یوں گویا یہ خدشہ پیدا ہوگیا تھا کہ عدالتی عمل مکمل ہونے سے پہلے ہی رحم کی اپیل منظور کرالی جائے گی، چنانچہ اس پس منظر میں ہی لاہور ہائی کورٹ نے حکم امتناعی جاری کیا تھا۔ افسوس یہ کہ اس پس منظر کو نظر انداز کرکے عاصمہ جہانگیر نے لاہور ہائی کورٹ کے حکم امتناعی کے اجرا کی ملامت کرڈالی۔ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدر ہوتے ہوئے عاصمہ جہانگیر کو عدالتی فیصلوں کی ان نزاکتوں کا پاس و تحفظ کرنا چاہئے، نہ یہ کہ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو وہ سیاسی بڑھکوں کی نذر کریں۔

توہین رسالت کے قانون پر مغرب زدہ طبقہ بے معنی تنقید کرتا رہتا ہے۔ ایسا ہی ایک مضمون روزنامہ ڈان کی یکم دسمبر کی اشاعت میں زبیدہ مصطفی نے لکھا، جس میں موصوفہ کا ایک استدلال یہ تھا کہ یہ بتانے کے لئے کسی غیر معمولی ذہانت کی ضرورت نہیں کہ توہین رسالت کا قانون ذاتی عناد چکانے کے لئے غلط طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ان کا جواب دیتے ہوئے روزنامہ ڈان کے ایک مراسلہ نگار ڈاکٹر طاہر انیس نے کہا ہے کہ اس کی مثالیں بے حساب ہیں۔ ہم میں سے اکثر لوگوں کو آج بھی یاد ہوگا کہ ۷۰ کے عشرے کے وسط میں سیاست دان نے اپنے مخالف سیاست دان پر گائے چرانے کا الزام لگا کر مقدمہ درج کرایا تھا، اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مویشیوں کی چوری کا قانون منسوخ کردیا جائے؟ زبیدہ مصطفی کا مزید کہنا یہ تھا کہ توہین رسالت کے قانون کے اجرا کے بعد اس جرم کے مقدمات میں اضافہ ہوا ہے، لہٰذا اس قانون کی افادیت کیا ہے اور اسے کیوں نہ منسوخ کردیا جانا چاہئے؟ مراسلہ نگار نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پچھلے چند برسوں میں ہمارے یہاں کاریں چرانے، موبائل چھیننے، اغوا برائے تاوان اور قتل و غارت گری کے سلسلے میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے، حالانکہ ان جرائم کے سدباب کے لئے قوانین موجود ہیں۔ کیا جرائم کے خاتمے کے لئے انسدادی قوانین ختم کردینے کی منطق

کے مطابق ان جرائم کے انسدادی قوانین منسوخ کردیئے جانے چاہئیں؟

توہین رسالت کا قانون ضیاء الحق صاحب کے دور میں منظور ہوا تھا۔ ضیاء الحق صاحب کو آسودہ خاک ہوئے ۲۲ سال ہوئے۔ ۲۲ سال کے عرصے میں کتنے غیر مسلم اس قانون کے تحت سزایاب ہوئے؟ اگر کسی ایک بھی فرد کو ۲۲ سالوں میں سزائے موت نہیں ہوئی تو پھر اس قانون کے خلاف شوروغوغا کس لئے؟ غیر مسلموں اور ان سے زیادہ مغرب پرست مسلمانوں کے احتجاج کا مطلب کیا ہے؟ یہ پروپیگنڈا ہمارے نظام عدل کو بدنام کرنے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔

اس سے انکار نہیں کہ توہین رسالت کے قانون کو غلط طور پر استعمال کرنے والے بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہوسکتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ توہین رسالت کے قانون کو ختم کردیا جائے یا اس میں ایسی ترامیم کردی جائیں کہ یہ قانون بے اثر ہوجائے اور اس کا مقصد نفاذ ہی فوت ہوجائے۔ ہماری عدالتیں سچ کا کھوج لگانے میں اپنی سی پوری کوشش کرتی ہیں غلط الزامات عائد کرکے غلط مقدمات درج کرانے کا رجحان ہمارے یہاں عام ہے مگر اس رجحان کے سدباب کے لئے قوانین منسوخ نہیں کیے جاتے۔ غلط الزامات عائد کرنے والے کو قذف کے قانون کے تحت سزا دلائی جاسکتی ہے۔ غلط الزامات کو سیاسی اسٹنٹ بنالینا اور ان کے لئے مہمات چلانا کھلی بدنیتی ہے۔ پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی اپنی اقلیتوں سے کوئی بے انصافی روا نہیں رکھتی، اس معاملے میں قومی رواداری کا اس سے بڑا کیا ثبوت ہوگا کہ توہین رسالت کے جس قانون کے خلاف شوروغوغا کیا جاتا ہے، اسے نافذ ہوئے پاؤ صدی گزر چکی ہے اور اس عرصے میں اس قانون کے تحت کسی اقلیتی فرد کو سزا نہیں ہوئی ہے۔ اس قانون کے تحت انتہائی سزا موت ضرور ہے، مگر موت کی سزا ہمارے عدالتی نظام میں کبھی کسی پہلے عدالتی مرحلے میں حتمی نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اپیلوں کا حق ہوتا ہے اور اگر کوئی فرد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اپیل کرنے پر بھی انصاف کی امید نہیں رکھتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے نظام عدل ہی کا باغی ہے۔

توہین رسالت کے مقدمات اگر صبر وسکون سے عدالتوں میں لڑے جائیں اور عدالتوں کو پوری آزادی سے ان کی چھان پھٹک کرنے کا موقع حاصل رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان مقدمات کے نتیجے میں کوئی غلط فیصلہ ہو، لیکن اگر عدالتوں کو اپنا کام مکمل کرنے سے پہلے ہی ان مقدمات کے حوالے سے مہمات چلائی جانے لگیں اور عدالتوں سے باہر مقدمات کے بارے میں غیر عدالتی فیصلوں کا تقاضا ہونے لگے تو پھر ملزموں کو ملک سے باہر بھاگنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

آسیہ مسیح کا معاملہ گورنر نے بگاڑا ہے اور اس پر عاصمہ جہانگیر کا رویہ بہت غیر محتاط تھا۔ عاصمہ جہانگیر کی بے احتیاطی ان کی نئی ذمہ داریوں کے لحاظ سے بہت بے محل تھی۔ اگر آئندہ بھی ان کا طرز عمل یہی رہا تو وہ کسی بڑے بحران کا سبب بھی بن سکتی ہیں، ان کے لئے احتیاط لازم ہے۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی ۱۱ دسمبر ۲۰۱۰ء)

☆☆......☆☆

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن کا سانحہ ارتحال

۸ دسمبر ۲۰۱۰ء مطابق یکم محرم ۱۴۳۲ھ بروز بدھ صبح ساڑھے دس بجے دارالعلوم دیوبند (انڈیا) کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کا ان کے آبائی وطن بجنور میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرتؒ کچھ عرصہ سے پیرانہ سالی اور صاحب فراش ہونے کی وجہ سے بجنور میں قیام پذیر تھے۔ وہیں بارگاہ ایزدی سے بلاوا آگیا۔ اللہ جل شانہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی درجات بلند فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

حضرت رحمہ اللہ نے ماشاء اللہ تقریباً سو سال عمر پائی ۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں نائب مہتمم اور ۱۹۸۲ء میں مہتمم کے عہدے پر فائز ہوئے، اس طرح تیس سال تک مہتمم کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ کی قیادت میں دارالعلوم دیوبند نے بے مثال ترقی کی۔ ایشیا کی اس سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی کی اپنی خداداد صلاحیتوں اور حکمت وتدبر سے قیادت کیا اور اس منصب جلیلہ کا حق ادا کردیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا رحمہ اللہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ہم سب کو ان کی تحریک ومشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکریٹری و بزرگ راہنما

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی کی کھری کھری باتیں

ابراہیم حسین

جس شخصیت کی ہر مجلس میں تعریف سنی جائے، قربانیوں کی فہرست میں ان کا نام عقیدت سے لیا جائے، جہد مسلسل اور عزم و ہمت کے باب میں وہ تمثیل کی حیثیت اختیار کر جائے، آنے والی نسل کے لئے آئیڈیل و نمونہ بن جائے تو فطری بات ہے ان کی ایک جھلک دیکھنے کو دل میں اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ اپنے پاؤں کے چیک اپ کے لئے کراچی تشریف لائے۔ رمضان شریف میں ایک حادثہ میں ان کا پاؤں متاثر ہوگیا تھا، الحمدللہ! اب روبصحت ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے حضرت طوفانی صاحب سے مختصر سی گفتگو کی، دوران گفتگو انہوں نے اپنے طرز خطابت، سرگودھا شہر میں ختم نبوت کی بہار کے اسباب اور اپنی ذاتی زندگی کے اوراق پر روشنی ڈالی، جس کا تذکرہ یقیناً قارئین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب پیرانہ سالی میں بھی جوانوں والا حوصلہ رکھتے ہیں، گفتگو میں اب بھی وہی کھنک اور بانکپن ہے، دوٹوک انداز میں شیر کی للکار میں جب اپنا موقف بیان کرتے ہیں تو سامنے والا مسحور ہوجاتا ہے۔ ہم نے ان سے پہلا سوال ختم نبوت کے کاز سے متعلق کیا کہ آپ نے ختم نبوت کے مشن کو کیونکر ترجیح دی؟

حضرت مولانا پہلے مسکرائے پھر اپنے مرنجان مرنج انداز میں کہنا شروع کیا: درس نظامی سے فراغت کے بعد میں درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہوگیا تھا، دس سال کے طویل عرصہ تک اسی خدمت میں مگن رہا، پھر ناگزیر وجوہات کی بنا پر اپنے گاؤں میں گوشہ نشین ہوگیا، گزر اوقات کے لئے کھیتی باڑی کرتا، ٹریکٹر چلاتا۔

خطیب ایشیا مولانا ضیاء القاسمیؒ سے میری گاڑھی چھنتی تھی، ایک دن وہ مجھ سے ملنے تشریف لائے، میری مصروفیات کا علم ہوا تو گلوگیر لہجہ میں فرمایا: ”تم جو کام کرتے ہو یہ تو پرائمری فیل آدمی بھی کرسکتا ہے، تم نے مدارس میں دس، گیارہ سال کا عرصہ دراز گزارا ہے، اپنے علم و صلاحیت سے لوگوں کو سیراب کرو“ ان کی بات میرے دل پر نقش ہوگئی، مجھے سوچنے پر مجبور کردیا۔

مولانا طوفانی صاحب نے ایک نگاہ دفتر میں موجود حضرات پر ڈالی، پھر گویا ہوئے: ”منکرین ختم نبوت، قادیانیوں سے متعلق میری معلومات عام آدمی کی طرح تھیں، بعد میں علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا مقولہ سننے کو ملا: ”ساڑھے چودہ سو سال کے عرصہ میں قادیانیت جیسا خطرناک فتنہ وجود میں نہیں آیا۔“ مولانا ضیاء القاسمیؒ مجھے سوچ میں مبتلا کرکے رخصت ہوگئے، میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگا: یا اللہ! تو اپنے دین کے لئے قبول فرما، میرے ٹوٹے پھوٹے علم کو ضائع ہونے سے بچا۔

ایک دن قبولیت کی گھڑی آپہنچی۔

قطب الاقطاب خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے حالات و معمولات معلوم کئے، قلم و کاغذ سنبھالا، میرے نام ”مبلغ سرگودھا“ کا پروانہ جاری کردیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے لئے درس نظامی سے فراغت کے بعد سہ ماہی ختم نبوت کورس شرط کا درجہ رکھتا ہے، تب کہیں جاکر تقرری ہوتی ہے۔ مجلس کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا تھا کہ بغیر کورس کئے ایک شخص مبلغ بنایا جارہا ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب بھی انتہائی حیران کہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوراندیش نظر پر سب کو یقین تھا: ”قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید“ اس لئے سب نے چپ سادھ لی۔“

ہم نے حضرت مولانا سے عرض کی کہ حضرت! تھوڑی دیر قبل آپ نے فرمایا تھا کہ مرزائیوں سے متعلق آپ کی معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ایک مبلغ کی حیثیت سے ابتداً تقریر کرتے ہوئے کچھ پریشانی اور رعب تو محسوس ہوتا ہوگا؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: رعب کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ میں پہلے بھی طالب علمی میں اور اس کے بعد کافی تقریریں کرچکا تھا، رہی مرزائیوں سے متعلق معلومات کی بات، شروع میں اپنی تقریر میں مرزائیوں کو خوب لتاڑتا تھا۔ دیہات میں گزارا ہوا عرصہ کام آیا۔ (اس موقع پر سامعین نے زوردار قہقہہ لگایا)۔

ہمارے علاقہ میٹرو ول سائٹ کراچی میں بھی چند مخلص کارکن، ختم نبوت کا مشن گلی گلی کوچہ کوچہ پھیلا رہے ہیں۔ دینی مدارس کے علماء طلباء بڑی

سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں، لیکن اسکول و کالج کے اسٹوڈنٹ باوجود حامی بھرنے کے باقاعدگی سے نہیں جڑتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ پوری بات ہمہ تن گوش ہو کر سماعت فرمائی، پھر فرمانے لگے: انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے۔ اسکول و کالج کے طلبا حضرات کی باقاعدہ نہ جڑنے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر علماء، طلبا اسکول کے ماحول سے دور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کے مزاج سے ناآشنا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے آپس میں بے تکلفی کی فضا قائم نہیں ہوتی، وہ جب ہمارے پاس آتے ہیں تو ہم "پوپ" بن جاتے ہیں۔ آپ بھائیوں نے اگر صحیح طرح کام کرنا ہے تو تکلف کو برطرف کرنا ہوگا اور یہ انداز تبدیل کرنا ہوگا۔

مولانا طوفانی صاحب بارک اللہ فی عمرہ! اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بتانے لگے: "میں جب سرگودھا میں نیا نیا مبلغ کی حیثیت سے آیا، میری لوگوں سے خاص جان پہچان نہیں تھی، اسکوٹر چلاتے ہوئے راستہ میں کوئی اسٹوڈنٹ بیگ کندھے لٹکائے ہوئے دکھائی دیتا، اسے لفٹ دیتا، پوچھتا کہاں جانا ہے؟ باتوں باتوں میں اسے ختم نبوت کی تبلیغ کرتا، دفتر ختم نبوت کا پتہ بتا کر آنے کی دعوت دیتا، دوسرے دن وہ آتا، اس کا اکرام کرتا، ختم نبوت کا لٹریچر پڑھنے کو دیتا اور مزید ساتھی لانے کی فرمائش کرتا، کچھ دنوں بعد وہ مزید دوستوں کے ساتھ دفتر آتا، یوں ہم تو اکیلے ہی چلے تھے جانب منزل مگر..... لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا۔

آج ہمارے ساتھ سرگودھا میں ختم نبوت کے عظیم مشن پر کاربند ساتھیوں میں زیادہ تعداد اسکول و کالج کے نوجوانوں کی ہے، ختم نبوت کا کام کرتے ہوئے مجھے تیس سال ہوگئے۔ میں نے کبھی بھی کسی نوجوان کو خلاف قانون کام کرنے نہیں دیا، ہفتہ میں دو گھنٹے بازاروں میں گشت ہوتا ہے، جون کی جھلسا دینے والی گرمی میں بھی یہ عمل جاری رہتا ہے۔"

قطع کلامی کی معذرت چاہتے ہوئے میں نے عرض کیا: حضرت! ہر ہفتہ آپ بازاروں میں گشت کرتے ہیں، دکاندار اکتا تو نہیں جاتے، ان سے ملتے وقت کیا کہتے ہیں؟

ان کے لب وا ہوئے "گشت کرنے والے ساتھی ہر دکاندار کو ختم نبوت کا لٹریچر پیش کرتے ہیں اور تین باتیں مختصراً کہتے ہیں: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا و بے ایمان ہے، قادیانیوں کے کفر میں کسی کو شک نہیں، ان سے کسی بھی قسم کا تعلق، لین دین، خرید و فروخت جائز نہیں۔ الحمدللہ! اس تھوڑی سی گشت کی محنت کی برکت ہے کہ پورے سرگودھا میں سوائے دو دکانوں کے، کسی میں بھی آپ کو قادیانی مصنوعات نظر نہیں آئیں گی۔ ان دکانوں میں سے ایک غیر مقلد کی ہے، جو ضد اور ہٹ دھرمی کو اپنے ایمان پر ترجیح دے رہا ہے، ہمارے ہاں ہر سال تحفظ ختم نبوت جلسہ ہوتا ہے، اس علاقہ میں سب سے بڑا جلسہ یہی ہوتا ہے جو انہی نوجوانوں کے گشت کا صدقہ ہے۔"

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ سے اس مختصر گفتگو کے بعد اجازت چاہی، گھر آتے ہوئے راستہ میں سوچ رہا تھا کہ اگر ختم نبوت کا ہر کارکن طوفانی صاحب کی طرح اپنے دل میں عشق نبی کی چنگاری سلگا لے تو وہ وقت دور نہیں کہ جب قادیانیت صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔

آسیہ جیسی گستاخ رسول کو شان رسالت میں بھونکنے کی جرأت نہ ہو اور سلمان تاثیر جیسے اسلام دشمنوں کے پشت پناہوں کا محاسبہ آسان ہوجائے۔

☆☆..............☆☆

توہین رسالت کے قانون پر ہائی کورٹ کا مستحسن عبوری حکم

لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵سی میں ترمیم کرنے اور توہین رسالت کی سزا، سزائے موت کو ختم کرنے کے ممکنہ حکومتی اقدام کے خلاف دائر ایک رٹ درخواست باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کرتے ہوئے حکومت کو تا حکم ثانی قانون میں ترمیم نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ تحفظ ناموس رسالت ہر کلمہ گو کے جسم و جاں میں رچا بسا ہوا ہے، جس طرح روح کا تعلق جسم سے ہے، اسی طرح تحفظ ناموس رسالت کا اسلام سے ہے۔ مجہول حسب و نسب کے مالک مسلم امہ کے دلوں سے روح محمدؐ نکالنے کے لئے مختلف جتن کرتے ہیں، کبھی گستاخانہ خاکے، کبھی دشنام طرازی، لیکن عاشقان مصطفیٰ ہر موقع پر سیسہ پلائی دیوار بن گئے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان کے سامنے نبی پاک کی شان میں گستاخی ہو اور اس کے لہو میں چنگاریاں نہ سلگیں، جو لوگ اس انتہائی نازک معاملے پر ری ردعمل کی توقع رکھتے ہیں، وہ یقیناً ذہنی مریض ہوتے ہیں۔ ملعونہ آسیہ مسیح کی سزا کے خلاف این جی اوز اور مغربی کلچر میں پروان چڑھنے والے ارکان اسمبلی نے آرٹیکل ۲۹۵سی میں ترمیم کرکے توہین رسالت کے قوانین میں سزائے موت ختم کرانے کے لئے کافی شور مچایا ہوا ہے، نہ جانے ایسا مطالبہ کرنے والے دل زنگ آلود کیوں ہوچکے ہیں؟ ان کی آنکھوں پر پردے اور عقل پر تالے کیوں لگ چکے ہیں؟ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے حکومت کو تا حکم ثانی قانون میں ترمیم نہ کرنے کی ہدایت دے کر تمام مسلمان اہل وطن کے جذبوں کی ترجمانی کی ہے، جو قابل تحسین ہے۔ محبان رسول باوقار اور پرامن انداز میں اپنے احتجاج کو جاری رکھیں اور اپنے حلقے کے ایم این اے اور ایم پی اے سے فرداً فرداً مل کر اس حساس مسئلہ پر عوام الناس کے جذبات سے آگاہ کریں تاکہ قانون میں ترمیم کرنے والوں کی کوششیں خاک میں مل جائیں۔ (بشکریہ نوائے وقت کراچی، ۷ دسمبر ۲۰۱۰ء)

نوجوانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے!

حافظ رانا جواد خان

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے یہ سنتا اور دیکھتا آرہا ہوں کہ پاکستان دہشت گردی میں ہر طرف سے گھرا ہوا ہے، میری سماعت سے صرف یہی بات ٹکرا رہی ہے کہ ’’مسلمان دہشت گرد ہیں‘‘ ان حالات میں، میں نے فیصلہ کیا کہ تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں اور معلوم کیا جائے کہ اسلام سے پہلے ہم کیا تھے؟ اور اسلام نے انسانیت پر کیا اثرات مرتب کئے، چنانچہ تاریخ کے ایک صفحہ پر درج ہے:

’’اسلام کے نمودار ہونے سے پہلے نہ روحانی اور اخلاقی اقدار تھے، نہ ہی امور مملکت میں جمہور اور عوام کی کوئی آواز تھی، روحانی طور پر پسماندگی کا یہ عالم تھا کہ بتوں کی، درختوں کی اور جانوروں کی پرستش کی جاتی تھی، اخلاقی زوال کی یہ کیفیت تھی کہ زنا کوئی جرم نہ تھا، دختر کشی خودداری کی علامت تھی، سود قومی معیشت اور انفرادی زراندوزی کا بہترین وسیلہ تھا، جوئے کے بغیر ہر محفل سونی تھی، عام طور پر نہ عورتوں میں پاس عفت باقی رہ گیا تھا، نہ مردوں میں احساس ننگ و عار، فکرِ آخرت سے بیگانگی کا ایک چکر تھا، یہی حالت سیاسی زندگی کی تھی، کوئی ملک ایسا نہ تھا جہاں عوام کو حکومت کی تشکیل میں دخل ہو، بادشاہت کے تخت ہر جگہ نصب تھے حکمران پر ملوک و سلاطین متمکن تھے، ان ملوک و سلاطین کو ظل اللہ سمجھا جاتا تھا، ہر ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کردیا جاتا تھا۔‘‘

دفعتاً عرب کے ریگزار میں ایک اُمّی نے نعرۂ انقلاب بلند کیا۔

یہ نعرہ باطل شکن تھا، اس نعرہ کی ہیبت سے دنیا دہل رہی تھی، اس نعرہ نے تمام فرسودہ باتوں کو ملیا میٹ کرکے رکھ دیا تھا اور ایک نیا نظام دنیا کے سامنے پیش کیا تھا، آخر یہ نیا نظام کیا تھا؟ اس کا تعلق کن امور سے تھا؟ یہ کیا چاہتا تھا؟ اس کا جواب بہت سادہ اور مختصر ہے.....

یہ نیا نظام نئے روحانی اور اخلاقی اقدار کا علمبردار تھا، اس نئے نظام کے جلو میں سلطانی جمہور کا قافلہ رواں دواں تھا، روحانی طور پر اس نظام نے غیر اللہ کی عبادت ختم کردی اور دنیا کو بتادیا کہ: صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عبادت کے لائق ہے۔

اخلاقی طور پر اس نظام نے ان تمام عیوب کو دور کردیا جو انسانیت سوز تھے اور جنہوں نے انسانیت کو دکھی اور بیمار بنادیا تھا، اس نظام کے آتے ہی عورت کو وہ بلند مقام حاصل ہوگیا جس کی کہیں مثال نہیں ملتی، زنا کا ارتکاب جرم قرار پایا، سود کا کاروبار بند کردیا گیا، جوئے کی گرم بازاری ختم ہوگئی، اُخوت اور مساوات کی کارفرمائی نے انسان کی عزت بڑھادی اور انسانی سماج میں ایک قسم کی برتری پیدا کردی۔

کوئی بھی عمارت کچھ بنیادوں اور ستونوں پر قائم ہوتی ہے اور وہ اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک اس کے یہ ستون اور بنیادیں نہایت مضبوط اور مستحکم ہوں، اگر یہ ستون کمزور ہوں تو عمارت بھی کمزور ہوجائے گی اور اگر سارے ستون ہلنے لگیں اور بوسیدہ ہوکر گرنے لگیں تو عمارت کبھی بھی قائم نہ رہ سکے گی۔

اسلام کی عمارت بھی پانچ ستونوں پر قائم ہے۔

اسلامی عمارت کے یہ ارکان وستون جس قدر مضبوط و مستحکم ہوں گے، اسلامی عمارت اسی قدر پائیدار ہوگی اور اگر خدانخواستہ یہ ارکان کمزور ہوجائیں، ان کی جڑیں ہل جائیں اور یہ گرنے لگیں تو اسلام کی عمارت بھی قائم نہ رہ سکے گی یا انسان کا دین کمزور ہوجائے گا، اسلام کے یہ پانچ ستون یا ارکان مندرجہ ذیل ہیں:

☆...... کلمۂ طیبہ یعنی کفر و شرک کے عقائد سے کامل اجتناب اور اسلامی عقائد پر پختہ ایمان۔

☆...... نماز پنجگانہ پابندی کے ساتھ ادا کرنا۔

☆...... اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہو تو ہر سال ایک مقررہ مقدار میں زکوٰۃ ادا کرنا۔

☆...... رمضان شریف کے پابندی کے ساتھ روزے رکھنا۔

☆...... مالی اور جسمانی استطاعت ہونے کی صورت میں زندگی میں ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

یہ سب باتیں بتانا اس لئے ضروری سمجھتا ہوں

تاکہ ہم میں جو، جو خامیاں ہیں ان پر قابو پایا جائے۔ ہم لوگ صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں، میں نے کچھ عرصہ پہلے کراچی کے مختلف تعلیمی اداروں کا سروے کیا تھا، جہاں پر ذریعہ تعلیم انگریزی ہے، سروے میں، میں نے جو سوالات کئے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا:...٦ کلمے، سنائیں؟

۲:... عشرہ مبشرہ کا مطلب بتائیں؟

۳:... قرآن مجید میں کتنے رکوع ہیں؟

۴:... معراج کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا تحفہ دیا گیا تھا؟

۵:... وضو کیوں ضروری ہے؟

مگر افسوس! کہ کسی نے بھی صحیح جواب نہیں دیا، صرف چند لڑکے تھے جنہوں نے کچھ کے صحیح جوابات دیے، کیا یہی ہے مذہب سے لگاؤ ہمارا؟

اب میں دہشت گردی کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارا المیہ یہ ہے ہم نہ تو دین اسلام پر پوری طرح عمل کرتے ہیں اور نہ ہی بھرپور احتجاج اور بائیکاٹ کرتے ہیں، جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں، توہین آمیز خاکے بنائے جاتے ہیں یا توہین رسالت کے قانون کو ختم یا تبدیل کرنے کی جسارت کی جاتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ قرآن مجید ہمیں وراثت میں ملا ہے، اسی لئے ہم کوتاہی دکھاتے ہیں، عمل کرنے میں سستی کرتے ہیں۔

اسلام کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ: اگر تم نے ایک انسان کو قتل کیا تو گویا تم نے پوری انسانیت کو قتل کردیا اور اگر ایک انسان کو بچایا تو گویا پوری انسانیت کو بچایا، اس ارشاد کی روشنی میں سوچنا چاہئے کہ لوگوں پر حملے کرکے یا زبردستی لوگوں کو ٹریننگ دے کر دھماکے کرنا اور اپنے آپ کو اچھا ظاہر کرنا، پھر یہ کہنا کہ ہم مذہب کو پھیلارہے ہیں، کیا یہ سب باتیں لکھی ہیں ہمارے مذہب میں؟ ہم لوگ یا عام شہری جب گھر سے نکلتا ہے تو اس کے گھر والے اس کی راہ تک رہے ہوتے ہیں، جو اس طرح کے حملے کرتے ہیں یا کرواتے ہیں، ان کو کوئی دکھ نہیں ہوتا کہ کسی کی بہن کا بھائی مارا گیا ہے، کسی ماں کا اکلوتا بیٹا مارا گیا ہے، کسی کے سر کا سایہ یا پھر کسی کا شوہر اس آفت کی نذر ہوگیا ہے، یہ دکھ اس کو ہوتا ہے جس کے گھر میں صف ماتم بچھا ہوتا ہے!

پھر ایک اور ستم ظریفی دیکھیں کہ جب ہر جگہ پُرامن احتجاج ہورہا ہوتا ہے تو اس کو انتہا پسندی سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر سکھ داڑھی اور پگڑی رکھے تو یہ ایک تہذیب کی علامت ہے، مسلمان رکھے تو انتہا پسندی!!

اسرائیل کا بچہ بچہ عسکری ٹریننگ لے تو سیلف ڈیفنس، مسلمان کے ہاتھ میں اپنے بچاؤ کے لئے پتھر بھی ہو تو یہ دہشت گردی! امریکا، اسرائیل، انڈیا روزانہ ہزاروں مسلمانوں کو موت کی نیند سلا رہے ہیں، ڈرون حملے کرکے بے گناہ بوڑھوں، بچوں اور خواتین کا قتل عام کریں تو وہ وار فور پیس! (جنگ برائے امن) مسلمان ذرا سا بھی احتجاج کریں تو انتہا پسندی! آخر یہ دہرا معیار کیوں؟

ہم میں اسلامی معلومات کا فقدان ہے، ہماری صف میں کچھ ایسے دشمن عناصر موجود ہیں جو کہ اسلام، مسلمان، پاکستان اور انسانیت کے دشمن ہیں! ہم کو ان کے چہروں سے نقاب اتارنا ہوگا! ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہمیں دوبارہ منظم ہونا ہوگا، دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہوگا، جو لوگ مذہب اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرکے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان کو بتانا ہوگا کہ ہمارا مذہب وہ مذہب ہے جو امن وسلامتی کا پیغام دیتا ہے، ہم کو تو دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لئے رول ماڈل ہونا چاہئے تاکہ وہ ہمارے آداب زندگی دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوں۔

دنیا بھر کے مسلمانوں نے اپنے خالق و مالک اللہ رب العزت سے تعلق کو اس طرح استوار نہیں رکھا، جس طرح رکھنا چاہئے اسی لئے تو پستی کا شکار ہیں، اس کے علاوہ یہ کہ زبان سے سب مسلمان کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، ایسے بولتے ہیں جیسے ہم واقعی اللہ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے ہیں، مگر عملاً ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے نافرمان ہیں۔ یہ جو مہنگائی، ظلم وتشدد، قتل وغارت گری، دھماکے، یہ سب ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہورہا ہے، ہم کو سنت نبوی پر عمل کرنا ہوگا۔

اتنی لمبی تمہید باندھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ خدارا! ہم صراط مستقیم کا راستہ اختیار کریں۔ غیر اسلامی خیالات کو غالب آنے سے روکیں، اصل سکون نماز، قرآن اور دین اسلام میں ہے، کوشش کیا کریں کہ چوبیس گھنٹے باوضو رہا کریں، ہمیں اپنی عادت بدلنا ہوگی، ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہزار روپے کا نوٹ ہمیں بہت بڑا لگتا ہے جب کسی ضرورت مند یا مسجد میں دیا جائے، لیکن ہوٹل میں ٹپ دیتے ہوئے بہت چھوٹا سا لگتا ہے۔ نماز پڑھنے میں وقت بہت طویل محسوس ہوتا ہے، لیکن تین گھنٹے کی فلم بہت چھوٹی لگتی ہے۔ میوزک پروگرام کے لئے عوام پاگل ہوجاتی ہے، لیکن قرآن کریم کے لئے وقت نہیں۔

ہماری حالت یہ ہوچکی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی کی ڈور کو ڈھیل دی ہوئی ہے، ہم اللہ کو بھی کبھی یاد کرتے ہیں مگر ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمارے کاندھوں پر جو فرشتے بیٹھے ہیں وہ لمحہ بہ لمحہ ہماری تمام حرکات سے باخبر رہتے ہیں۔

☆☆......☆☆

دوسری قسط

کرسمس...یا..."بڑا دن"

ابواسحاق، لاہور

کرسمس ٹری:

اس بات پر سب ہی متفق ہیں کہ کرسمس کے موقع پر کرسمس ٹری کی روایت جرمنی سے آئی، دنیا کا پہلا کرسمس ٹری ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں کرسمس کا حصہ بنا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک برطانوی راہب جرمنی میں ایک قصبے کو عیسائیت کی تبلیغ کے دوران درس دے رہا تھا، اسی دوران اس نے شاہ بلوط کے ایک درخت کو یہ ظاہر کرنے کے لئے گرادیا کہ یہ مقدس نہیں ہے، اس درخت کے برابر میں صنوبر کا ایک درخت تھا، شاہ بلوط کا درخت جب گرا تو اتفاق سے صنوبر کا چھوٹا سا درخت اس سے بچ گیا، راہب نے اس اتفاق کو معجزہ قرار دیتے ہوئے، اس درخت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درخت کا نام دے دیا کرسمس کے روز صنوبر کے اس درخت کو تقریب کا حصہ بنادیا گیا اور پھر ۱۷ویں صدی عیسوی تک جرمنوں نے کرسمس ٹری کی اس روایت کو پورے یورپ میں پھیلا دیا۔ امریکا میں ۲۰ دسمبر ۱۸۲۱ء کو درخت کرسمس کا حصہ بنا۔ جرمنی اور ہمسایہ ممالک میں لوگ اس درخت کو اپنے گھروں میں نمایاں مقام پر نصب کرتے تھے اس کو رنگین کاغذوں، چھوٹے کھلونوں، کھانے پینے کی چیزوں اور موم بتیوں سے سجایا جاتا، جب لوگ دیگر ممالک کی طرف ہجرت کرتے تو وہ اپنے ساتھ درخت سجانے کی یہ روایت وہاں منتقل کرتے، اگرچہ ابتدائی زمانے میں درخت کو سجانے کے لئے مختلف چیزیں استعمال ہوتی تھیں، لیکن ۱۹ویں صدی میں کرسمس کے درخت کو ربنوں کارڈز، تصاویر، روئی (تاکہ درخت برف کا بنا نظر آسکے) اور مختلف سائز اور شکل کی ٹافیوں وغیرہ سے سجانے لگے، بعض اوقات موم بتیاں بھی اس سجاوٹ کا حصہ ہوتی تھیں، لیکن آگ لگنے کے خدشے کے پیش نظر لوگ اس سے گریز کرتے تھے، بعدازاں برقی قمقموں سے یہ کمی پوری کردی گئی، ابتدائی زمانے میں درخت کو سجانے کے لئے ہاتھوں سے بنا ہوا سامان استعمال ہوتا تھا جو کافی مہنگا پڑتا تھا۔

کرسمس کے درخت کو سجانے کے لئے امریکا میں "پاپ کارن" بھی متعارف کرایا گیا، ۱۸۳۰ء میں شائع ہونے والی ایک کتاب "گوڈیز لیڈیز بک" میں گھریلو خواتین کو کرسمس درخت کو سجانے کے لئے گھر پر سامان تیار کرنے کے طریقے بتائے گئے تھے۔

۱۸۵۰ء میں ایک جرمنی کمپنی نے کرسمس کے درخت کے لئے شیشے کے دانے بنانا شروع کئے تھے، انہوں نے تین کے تکونی دانے بھی متعارف کرائے تھے، جس پر سنہری خول چڑھایا گیا تھا، اس دانے کو کرسمس کے درخت کی چوٹی پر نصب کیا جاتا ہے۔ شیشے سے تیار کی گئی آرائشی اشیاء برطانیہ میں پہلی مرتبہ ۱۸۷۰ء میں استعمال کی گئیں جبکہ شمالی امریکا میں یہ اشیاء ۱۸۸۰ء میں پہنچ گئی تھیں۔ ۱۸۸۲ء میں شیشے کی آرائشی اشیاء کی جگہ برقی اشیاء نے لی، پہلی مرتبہ اڈورڈ جانسن نے کرسمس کے درخت کو برقی قمقموں سے سجایا تھا، انہوں نے ۸۰ چھوٹے بلب استعمال کئے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں برقی جھالر کثرت سے استعمال ہونے لگے جبکہ اگلی صدی میں کرسمس درختوں کی سجاوٹ معمول بن گئی۔

کرسمس کی تاریخ میں اب تک دنیا کا سب سے بڑا کرسمس ٹری ۲۳ دسمبر ۲۰۰۳ء کو منظر عام پر آیا، یہ درخت تسمانیہ کی وادی اسٹائکس کے قدیم ترین جنگل میں تیار کیا گیا، ۴۰۰ سال قدیم اور ۸۲ میٹر (۲۷۶ فٹ) اونچے اس درخت کو کرسمس ٹری کے طور پر سجانے میں آسٹریلیا کے علاوہ جاپان اور کینیڈا کے رضاکاروں نے بھی حصہ لیا، ایوکلپٹس کے اس درخت کو دیگر بہت سی چیزوں کے علاوہ شمسی توانائی سے چلنے والے ۳ ہزار سے زائد بلبوں سے بھی سجایا گیا، اسٹائکس وادی جنوبی آسٹریلیا کے معروف شہر ہوبرٹ سے صرف ۷۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس جنگل میں دنیا کے قدیم اور بلند ترین درخت پائے جاتے ہیں، جن میں بیشتر ۲۵ منزلہ عمارتوں سے بھی اونچے ہیں، ان درختوں میں سے بعض کی عمریں ۴۰۰ سال سے زائد اور تنے کی موٹائی ۵ میٹر سے بھی زیادہ ہے، دنیا میں آج تک اتنا بڑا کرسمس ٹری اور کہیں نہیں بنایا گیا۔

کرسمس کے دوران "کرسمس ٹری" کا تصور بھی جرمنوں ہی کا پیدا کردہ ہے، یہ لوگ کرسمس کے دن حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پورا واقعہ نعوذ باللہ ڈرامے کی شکل میں پیش

کرتے تھے، قبیلے کی کوئی لڑکی حضرت مریم کا بہروپ بھرتی، کوئی ایک نوجوان حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بہروپ بھر کر اس کے پاس آتا اور اسے شادی کے بغیر ایک بچے کی نوید سناتا۔ حضرت مریم کی بے چینی اور پریشانی دکھائی جاتی، آخر میں حضرت عیسیٰ کی ولادت کا سارا واقعہ سنایا جاتا اور پھر حضرت عیسیٰ کی تعلیمات اور ان کے مصلوب ہونے کا قصہ دکھایا جاتا۔ اس واقعے کے دوران درخت کو حضرت مریم کا ساتھی بنا کر پیش کیا جاتا، وہ اپنی ساری اداسی اور ساری تنہائی ایک درخت کے پاس بیٹھ کر گزار دیتیں، یہ درخت بھی اسٹیج پر مصنوعی طریقے سے لگایا جاتا تھا، اس زمانے میں عموماً زیتون کے درخت کی بڑی بڑی شاخیں کاٹ کر لائی جاتی تھیں اور پھر انہیں ایسی جگہ پر گاڑ دیا جاتا تھا، جہاں لوگوں کے سامنے ''اداکاروں'' نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ دہرانا ہوتا تھا، جب یہ کھیل ختم ہو جاتا تو لوگ تبرک کے طور پر وہ شاخیں اکھیڑ کر گھر لے جاتے، ان شاخوں کو وہ کسی ایسی جگہ لگا دیتے جہاں ان کی نظریں ان پر اکثر پڑتی رہتیں، یہ لوگ ان شاخوں کو مختلف قسم کے دھاگوں سے سجاتے بھی رہتے تھے، یہ رسم آہستہ آہستہ ''کرسمس ٹری'' کی شکل اختیار کر گئی اور لوگوں نے اپنے اپنے گھروں میں اپنے کرسمس ٹری بنانے اور سجانے شروع کر دیے، اس ارتقائی عمل کے دوران کسی ستم ظریف نے اس پر بچوں کے لئے تحائف بھی لٹکا دیے، جس کے بعد یہ تحائف بھی کرسمس ٹری کا حصہ بن گئے، جبکہ اس کرسمس ٹری اور کرسمس پر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کے واقعہ کو سوانگ کی شکل دینے کی گنجائش خود عیسائی مذہب میں موجود نہیں، لیکن یہ دونوں ''بدعتیں'' عیسائی مذہب میں شامل ہو چکی ہیں، آج پوری دنیا کے عیسائی کرسمس پر یہ دونوں حرکتیں کرتے ہیں۔

کرسمس ٹری کی بدعت انیسویں صدی تک جرمنی تک محدود رہی، ۱۸۴۷ء کو برطانوی ملکہ وکٹوریا کا خاوند جرمن گیا اور اسے کرسمس کا تہوار جرمنی میں منانا پڑا تو اس نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کرسمس ٹری بناتے اور سجاتے دیکھا تو اسے یہ حرکت بہت بھلی لگی، لہٰذا وہ واپسی پر ایک ٹری ساتھ لے آیا، اس نے یہ ٹری ملکہ کو دکھایا، ملکہ نے بھی اسے پسند کیا، یوں ۱۸۴۸ء میں سرکاری سرپرستی میں لندن میں پہلی بار کرسمس ٹری بنوایا گیا۔ یہ ایک دیوہیکل کرسمس ٹری تھا، جو شاہی محل کے باہر بنوایا گیا تھا، ۲۵ دسمبر ۱۸۴۸ء کو پورے برطانیہ سے لاکھوں لوگ یہ ''درخت'' دیکھنے لندن آئے اور اسے دیکھ کر گھنٹوں تالیاں بجاتے رہے، وہ دن ہے اور یہ دن ہے آج تک برطانیہ میں ہر کرسمس پر تمام گھروں میں کرسمس ٹری بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت صرف برطانیہ میں دسمبر میں ۷۰ لاکھ کرسمس ٹری بنائے جاتے ہیں، جن پر ۱۵۰ ملین پونڈ خرچ آتا ہے، جبکہ ان پر ۲۰۰ ملین پونڈ کے بلب اور چھوٹی ٹیوب لائٹس بھی نصب کی جاتی ہیں۔ ایک سروے کے مطابق برطانیہ میں ہر کرسمس ٹری پر روزانہ سوا تین پونڈ کی بجلی جلائی جاتی ہے، یہ بجلی تقریباً پورا مہینہ جلائی جاتی ہے، یوں صرف ایک ٹری پر ہزار پونڈ یعنی ایک لاکھ روپے کی بجلی جلتی ہے، اب خود اندازہ کیجئے صرف برطانوی شہری ہر کرسمس پر کتنی بجلی اضافی خرچ کرتے ہیں؟

دنیا کے مختلف ملکوں میں کرسمس

دنیا کے مختلف ملکوں میں کرسمس کا تہوار الگ الگ انداز سے منایا جاتا ہے۔

بیلجیئم:

اس ملک میں دسمبر کی ۶ تاریخ کو سینٹ کولس ڈے یا (Sinlerklaa) کا تہوار منایا جاتا ہے، جو کہ کرسمس سے بالکل الگ تہوار ہے۔ بیلجیئم میں سانتا کلاز کو (De Kerstman) یا (Le Pere Noel) کہا جاتا ہے جو کرسمس کے موقع پر بچوں کے لئے تحفے لاتا ہے، کرسمس کا ناشتہ ایک خصوصی میٹھی ڈبل روٹی پر مشتمل ہوتا ہے جسے (Cougnou) یا (Cougnolle) کہا جاتا ہے۔ اس ڈبل روٹی کی بناوٹ شیر خوار بچے جیسی ہوتی ہے، بعض خاندان کرسمس کے دن پر تکلف اور بڑی ضیافت کا اہتمام کرتے ہیں۔

برازیل:

برازیل میں فادر آف کرسمس کو (Papai Noel) کہا جاتا ہے، اس ملک میں کرسمس کے تہوار کی رسوم لگ بھگ وہی ہیں، جو امریکا اور برطانیہ میں ہیں۔ اس تہوار کے موقع پر برازیل کے دولت مند گھرانوں میں کرسمس کا خصوصی کھانا ہوتا ہے جو عام طور پر مرغ، ٹرکی، ہیم، چاول، سلاد، سور کے گوشت، تازہ پھلوں اور خشک میووں پر مشتمل ہوتا ہے، اس کھانے کے موقع پر بیئر بھی ہوتی ہے۔ زیادہ غریب لوگ اس تہوار کے موقع پر بھی صرف چکن اور چاول پر ہی گزارہ کرتے ہیں۔

فن لینڈ:

فن لینڈ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ فادر آف کرسمس (سانتا کلاز) فن لینڈ کے شمالی حصے میں رہتا ہے، جسے (Korvatunturi) کہہ کر پکارتے ہیں، دنیا بھر کے لوگ سانتا کلاز کے لئے جو خطوط ارسال کرتے ہیں، وہ فن لینڈ کے لئے ہی پوسٹ کئے جاتے ہیں۔ گرین لینڈ کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ فادر آف کرسمس کی رہائش گرین لینڈ میں ہے۔

فن لینڈ میں کرسمس کی آمد پر لوگ اپنے گھروں کو خصوصی طور پر سجاتے اور سنوارتے ہیں، کرسمس سے ایک دن پہلے یعنی ''کرسمس ایو'' کو خصوصی طور پر منایا جاتا ہے۔ اس کے لئے چاول کا دلیہ اور

ایک خصوصی میٹھا سوپ تیار کیا جاتا ہے، جس میں خشک میوے مثلاً آلوچے، سیب، ناشپاتی، خوبانی، کشمش اور انجیر بھی شامل کئے جاتے ہیں۔ یہ ڈش کرسمس کی صبح ناشتے میں یا دوپہر کو لنچ کے موقعے پر کھائی جاتی ہے۔ لنچ کے بعد لوگ گھروں میں کرسمس ٹری تیار کرتے ہیں اور دوپہر میں فن لینڈ کے شہر (Turku) کے میئر ریڈیو اور ٹی وی پر (Christmas Peace Declaration) پورے اہتمام کے ساتھ براڈ کاسٹ کرتے ہیں، لوگ شام کو چرچ یا قبرستان جانے سے پہلے اس ڈکلیریشن کو بڑے شوق سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ رات کو ایک روایتی ڈنر کا اہتمام ہوتا ہے ، جس میں (Casseroles) نامی ڈش پیش کی جاتی ہے، اس میں کلیجی، شلجم، گاجر اور آلو شامل ہوتے ہیں۔ یہ ڈش ہیم یا ٹرکی کے ساتھ پکائی جاتی ہے، بعض لوگ مختلف قسم کی مچھلیاں بھی کھاتے ہیں، لیکن ہر کھانے کے ساتھ سلاد ضرور ہوتا ہے۔ فن لینڈ میں اس تہوار کو ''نمک مصالحوں کا تہوار'' بھی کہتے ہیں، اس لئے لوگ کھانوں کی تیاری میں ہر طرح کے مصالحے استعمال کرکے انہیں ذائقہ دار بناتے ہیں۔ فن لینڈ میں کرسمس کے سب سے مقبول پھول (Poinsettia) اور (Hyacinthe) ہیں۔ اس ملک میں بچے عام طور سے اپنے تحفے کرسمس کی شام کو اپنے گھر کے کسی بڑے سے وصول کرتے ہیں جو سانتا کلاز کے روپ میں ہوتا ہے۔

فرانس:

فرانس میں کرسمس کو ہمیشہ (Noel) کہا جاتا ہے، ہر شخص کرسمس ٹری سجاتا ہے، بعض لوگ اسے قدیم طریقے سے سجاتے ہیں، اس میں سرخ ربن باندھتے ہیں اور بالکل دودھیا سفید موم بتیاں روشن کرتے ہیں، باغوں میں فر کے درختوں کو بھی سجایا جاتا ہے اور پوری رات ان میں رنگ برنگے قمقمے روشن رکھے جاتے ہیں، جس سے بڑا حسین منظر پیدا ہوجاتا ہے۔ فرانس میں فادر آف کرسمس کو (Pere Noel) کہا جاتا ہے۔ کرسمس کا کھانا بھی عمدہ ہوتا ہے، جس میں بہت اچھا گوشت اور شراب پیش کی جاتی ہے، فرانس میں سب ہی لوگ ایک دوسرے کو کرسمس کے تہنیتی کارڈ نہیں بھیجتے۔

جرمنی:

جرمن لوگ کرسمس کے موقع پر اپنے گھروں کو بڑے اہتمام سے سجاتے ہیں، ہر گھر میں لکڑی سے تیار کردہ شیر خوار بچے کا بستر ہوتا ہے اور اس کے پاس لکڑی کے ایک فریم میں موم بتی روشن ہوتی ہے، کرسمس کی آمد سے چار ہفتے پہلے سے ہر اتوار کو اس فریم میں ایک نئی موم بتی روشن کردی جاتی ہے، لکڑی کا یہ بستر شیر خوار مسیح کا بستر ہوتا ہے، جس کے قریب ایک چھوٹا سا ماڈل اصطبل ہوتا ہے، جو اس اصطبل کی عکاسی کرتا ہے، جس میں روایت کے مطابق حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے، وہیں بی بی مریم، جوزف شیر خوار مسیح کے مجسموں کے علاوہ جانوروں کے لکڑی کے مجسمے ہوتے ہیں، جرمنی میں یہ منظر عام ہوتا ہے۔ اس ملک میں فادر آف کرسمس کو (Der Weihnachtsmann) کہا جاتا ہے، جو کرسمس سے ایک دن پہلے سہ پہر کے آخری حصے میں بچوں کے لئے تحفے لاتا ہے، جرمنی میں کرسمس کے دن کی خصوصی ڈش کے طور پر مچھلی یا مرغابی پکائی جاتی ہے۔

ہنگری:

برازیل میں سانتا کلاز کو ونٹر گرانڈ فادر بھی کہتے ہیں اور (Tel-apo) یا (Mikulas) بھی۔ اس ملک میں سانتا کلاز ۶ دسمبر کو آتا ہے، بچے سونے سے پہلے اپنے جوتے صاف کرکے اپنے گھر کے دروازے یا کھڑکی کے باہر رکھ دیتے اور اگلے دن انہیں باہر ایک سرخ بیگ ملتا ہے، جس میں ان کے لئے چھوٹے موٹے کھلونے اور ٹافیاں یا چاکلیٹیں ہوتی ہیں۔ دسمبر کی ۲۴ تاریخ کو بچے یا تو اپنے رشتے داروں سے ملنے جاتے ہیں یا فلم وغیرہ دیکھنے جاتے ہیں، کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق ''ننھے منھے مسیح'' ان کے گھروں میں شام کو کرسمس ٹری بھی لاتے ہیں اور تحفے بھی۔

یہاں کا رواج یہ بھی ہے کہ لوگ کھانے پینے کی اشیاء درختوں پر لٹکا دیتے ہیں، مثلاً سونے کے ورق میں لپٹی چاکلیٹس اور ٹافیاں، شیشے کے فانوس میں موم بتیاں بھی روشن کی جاتی ہیں۔

ڈنر کے لئے عام طور پر چاول اور مچھلی یا آلو کی ڈش تیار کی جاتی ہے اور گھروں میں ہی سویٹ ڈش کے طور پر پیسٹری بھی تیار کی جاتی ہے۔

ڈنر کے بعد بچوں کو پہلی بار کرسمس ٹری دکھایا جاتا ہے اور اسی کے نیچے بچوں کو تحفے بھی دیے جاتے ہیں۔ یہ بڑا حسین منظر ہوتا ہے۔ اس موقع پر کرسمس کے خصوصی گیت بھی گائے جاتے ہیں۔ اگلے روز بچے کرسمس ٹری کے اس حصے پر دھاوا بول دیتے ہیں، جہاں کھانے پینے کی اشیاء لٹکائی جاتی ہیں۔ کرسمس کے دوسرے اور تیسرے دن بھی خصوصی ضیافتوں کا اہتمام ہوتا ہے۔

نیوزی لینڈ:

نیوزی لینڈ میں کرسمس کا آغاز کرسمس کی صبح کو کرسمس ٹری کے نیچے موجود تحائف کو کھولنے سے ہوتا ہے، اس کے بعد کرسمس لنچ کا اہتمام ہوتا ہے۔ خصوصی ڈشز چکن یا ٹرکی سے تیار کی جاتی ہیں۔ اس دعوت کے بعد چائے وقت آجاتا ہے۔ اس موقع پر دوستوں اور گھر والوں کے لئے باربی کیو کا بھی اہتمام ہوتا ہے، سب مل کر کھاتے پیتے اور خوب لطف اندوز

ہوتے ہیں۔

روس:

سوویت یونین کے زمانے میں یہاں کرسمس بہت اہتمام سے نہیں منایا جاتا تھا، البتہ نیا سال ایک اہم موقع پر ہوتا تھا، جب "Father Frost" بچوں کے لئے تحفے لاتا تھا، لیکن اب کرسمس کھلم کھلا منایا جاتا ہے، اب یہ تہوار یا تو ۲۵ دسمبر کو منایا جاتا ہے یا پھر ۷ جنوری کو، اس کی وجہ یہ ہے کہ روسی آرتھوڈوکس چرچ مذہبی تہواروں کے لئے قدیم جولین کیلنڈر استعمال کرتا ہے، میں کرسمس کی خصوصی آئٹم میں کیک، پائی اور گوشت کے کباب شامل ہوتے ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا:

ریاست ہائے متحدہ امریکا ایک ایسا وسیع ملک ہے جس میں رنگا رنگ ثقافتوں اور تہذیبوں کے حامل لوگ رہتے ہیں، اس لئے یہاں کرسمس کا تہوار بھی متعدد اور مختلف انداز سے منایا جاتا ہے۔ مختلف خطوں کے لوگ مختلف رسوم و رواج اپنائے ہوئے ہیں اور ان کی ڈشیں بھی ایک دوسرے مختلف ہوتی ہیں، کرسمس کے حوالے سے تمام روایتی کہانیاں اور سانتا کلاز کے بارے میں معلومات بچوں کے لئے تحائف وغیرہ یہ سب امریکا میں بھی اسی طرح ہے، جس طرح دنیا کے دیگر ملکوں میں ہے، البتہ کھانے پینے کی اشیاء میں لوگوں کی پسند ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ باقی سب کچھ وہی ہے جو دنیا کے دوسرے ملکوں میں ہے۔

کرسمس ٹری کا جنگل:

امریکی ریاست نارتھ کیرولینا کے دریائے زلیسر کے دونوں اطراف دور تک پھیلے پہاڑوں پر ہرے بھرے صنوبر کے درخت عجیب بہار دیتے ہیں، ان درختوں کی دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بہت زیادہ بڑا نہیں حالانکہ ان پہاڑوں پر ۵ کروڑ سے زائد مختلف اقسام کے صنوبری درخت ہیں، اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ان درختوں کو باقاعدہ اُگایا گیا ہے، ان کی دیکھ بھال ہوتی ہے، انہیں کیڑوں سے بچانے کے لئے اسپرے کئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ دسمبر کا مہینہ آجاتا ہے۔ یہ مہینہ مصنوعی طور پر اُگائے گئے صنوبر کے اس جنگل میں ایک اتھل پتھل لے کر آتا ہے، بڑے بڑے ٹرک اس جنگل کا رخ کرتے ہیں، صنوبر کے درختوں کو بڑی احتیاط سے کاٹ کر ان ٹرکوں پر لادا جاتا ہے اور انہیں امریکا بھر میں بڑے بڑے سپر اسٹورز پر سجادیا جاتا ہے۔ بڑی احتیاط سے انہیں سجانے کے بعد یہ صنوبر کے درخت ''کرسمس ٹری'' کہلاتے ہیں جنہیں خریدنے کے لئے امریکی پاگل پن کی حد تک دیوانگی کا مظاہرہ کرتے ہیں، نارتھ کیرولینا میں صنوبر کے درخت لگانے کی انڈسٹری ایک ارب ڈالر پر محیط ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی فروخت کس پیمانے پر ہوتی ہے۔ نارتھ کیرولینا امریکا میں کرسمس کے قدرتی درخت فراہم کرنے والی دوسری سب سے بڑی ریاست ہے۔ یہاں لوگوں میں مصنوعی کرسمس ٹری خریدنے کے بجائے صنوبر کے جنگلی درخت سے بنے کرسمس ٹری خریدنے کا رجحان زور پکڑتا ہے اور یہ صرف امریکا ہی میں نہیں بلکہ یورپ بھر میں قدرتی صنوبر کے درخت کا کرسمس ٹری خریدنے کا رجحان روز افزوں ترقی پر ہے۔

صنوبر کے جنگل اُگانا یقیناً کسی فرد کے بس کا کام نہیں ہے، اس کے لئے بڑی بڑی کمپنیاں سرمایہ کاری کرتی ہیں۔

نارتھ کیرولینا میں صنوبر کے یہ درخت قدرتی طور پر نہیں پائے جاتے بلکہ انہیں ۱۹۶۰ء میں دنیا بھر سے زمین کی مناسبت سے یہاں لاکر پیوند کیا گیا، لیکن ان درختوں کے ساتھ ایک وائرس بھی ساتھ چلا آیا، یہ وائرس ایک درخت سے دوسرے درخت پر پھیلتا ہے اور درختوں کی جڑوں پر حملہ آور ہوکر اسے مردہ کردیتا ہے۔ ۲۰۰۴ء کا سیزن بہت ہی بُرا ثابت ہوا اس سال بے بڑے طوفان و آندھیاں آئیں، ان آندھیوں نے اس وائرس کو پھیلانے میں موثر کردار ادا کیا اور نتیجتاً صنوبر کے کاشتکاروں کو بھاری خسارے کا سامنا کرنا پڑا۔ ۲۰۰۴ء کے سیزن میں نشوونما پانے والے صنوبر کے درخت کو ۲۰۰۴ء کے کرسمس ٹری کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر کرسمس میں امریکی تقریباً ۲ ارب ڈالر کے کرسمس ٹری خریدتے ہیں۔

صنوبر کے درخت بطور کرسمس ٹری اُگانا صرف امریکا تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ برطانیہ سمیت پورے یورپ تک دراز ہے، لندن سے ۵۰ کلو میٹر دور اتر شاؤ نامی علاقے میں رابرٹ منڈز ے تین بڑے صنوبر فارم ہاؤس کا مالک ہے، دسمبر کے مہینے میں جب کوئی اس سے ملنے جاتا ہے تو وہ مسکرا کر کہتا ہے: ''میں پیشینگوئی کرسکتا ہوں اب دیکھو، مجھے پتہ ہے کہ تم کیوں آئے ہو؟ کرسمس ٹری خریدنا ہے نا'' اپنے سو ایکڑ کے فارم کے آخر میں صنوبر کے کرسمس ٹریز کے ڈھیر کے درمیان وہ کہتا ہے:

''یہ فارم ۶۰ سال قبل میرے والد نے لگایا تھا، میں سارا سال ان درختوں کی جڑیں کھودنے، انہیں گلہریوں، چوہوں اور دیگر وائرس سے بچانے میں لگاتا ہوں اور اس کی ساری وصولی اس ایک مہینے میں ہوجاتی ہے۔''

لندن میں صنوبر کے کرسمس ٹری پر تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے کہ ہر سال تین فیصد کے حساب سے قدرتی کرسمس ٹری کی مارکیٹ بڑھ رہی ہے۔

(جاری ہے)

اکابر اہلِ حق کی ناقابلِ فراموش یادیں!

الحاج ماسٹر محمد عمر، خان گڑھ

اس قحط الرجال کے دور میں پچھلی نصف صدی میں بڑے بڑے اکابر جن کو دیکھنے سے اکابر حق کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں، ان گناہگار آنکھوں سے زیارت کی۔ خطیب ایشیا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ، شیخ الاسلام، مفسر قرآن، قطب زماں حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ، حافظ الحدیث و القرآن، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، شمس العارفین والسالکین ولی کامل شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی صحبتیں نصیب ہونے کا شرف ہوا، خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، شیخ التفسیر علامہ شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مفسر قرآن مفتی محمد شفیع ملتانیؒ، خطیب باکمال حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، خطیب خوش الحان قاری لطف اللہ شہیدؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، پروانۂ توحید مولانا قائم الدین عباسیؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد لقمان علی پوری، حضرت مولانا سید عبدالکریم شاہؒ، قاری محمد حنیف ملتانیؒ، حضرت مولانا عبدالشکورؒ دین پوری، امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ، مورخ اسلام ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ، جرنیل صحابہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ اور شیر اسلام حضرت مولانا علی شیر حیدریؒ جیسی ہستیوں کی شعلہ نوا خطابت سے بارہا مستفیض ہوا۔

ایسے رجال کار لوگ آنکھوں سے اوجھل قدرتِ خداوندی سے عالم امر میں روپوش ہو گئے، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ سے غائبانہ نیاز مندی اور خط و کتابت کا شرف حاصل ہوا، حضرت بہلویؒ کی خانقاہ میں حضرت جلال پوری کے والد جام شوق محمد مرحوم سے رفاقت اور شرف نیاز حاصل تھا۔

جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقہ جلال پور سے اٹھنے والی یہ شخصیت اپنے اکابر کے فیضان اور ان کی روحانی خوشبوؤں کے امین، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کی شہادت سے ایسا عظیم خلا قیامت تک پُر نہیں ہو سکے گا۔ حضرت جلال پوریؒ پوری قوم کی قیمتی متاع تھے، جس نے اپنے حسن اخلاق سے حضرت یوسف ثانی شہیدؒ کی خالی مسند کو صحیح معنوں میں پُر کر دیا تھا۔ اکابر مشائخ میں قافلۂ اہل حق علمائے دیوبند کے مشائخ رأس الاتقیاء، قطب الاقطاب حضرت مولانا عبدالغفور مدنی عباسی مقیم مدینہ منورہ، حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالحق مدنی العباسی نقشبندیؒ، حضرت مولانا عبدالہادیؒ دین پوری، شیخ المشائخ ولی کامل، قطب وقت حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، حضرت مرشدی مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، حضرت مولانا عبدالحیؒ، حضرت مولانا خدا بخش ملتانیؒ، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین چکوالیؒ، پیر طریقت حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، بانی جامعہ خیر المدارس ملتان، حضرت پیر عبدالمالک نقشبندیؒ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا فضل علی قریشی مسکین پوریؒ، شیخ المشائخ حضرت پیر کلیم اللہ شاہ قریشی سجادہ نشین خانقاہ مسکین پور چتی گوٹھ، امیر التبلیغ حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ بانی تحریک تنظیم اہلسنت پاکستان اور حضرت امام اہل سنت سید نور الحسن شاہ بخاریؒ، جانشین امیر شریعت، محقق دوراں حضرت مولانا سید ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہ جیسے نابغۂ عصر

یاحیُّ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — یا قیُّوم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کثرت سے پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ٥ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ٥

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسولؐ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام کی درخواست ہے: ایک بندۂ خدا

محقق علماء کے نہ صرف مواعظ سے مستفیض ہوا، بلکہ ان کے فیض صحبت سے اور خدمت میں اخذ فیض بھی کیا۔ آخر میں علاقہ بھر کی عظیم شخصیت، عظیم سیاست داں بہت بڑے شاعر صحافی اپنے وقت کی عظیم شخصیت نوابزادہ خان نصراللہ خان کی صحبت نصیب ہوئی، جو بلاشبہ اسلامی تہذیب و شرافت کا پیکر، راسخ العقیدہ جن کی وفات کے بعد کوچۂ سیاست میں امور مملکت کا کام تو چل رہا ہے لیکن سیاست میں دیانت، شرافت، خلوص، جرأت اور استقلال جیسی جنس نایاب قیامت تک دستیاب نہ ہو سکے گی۔

فروغ شمع تو باقی رہے گا محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

نوابزادہ صاحب انہی نفوس قدسیہ سے تعلق رکھتے تھے، جن کی زندگی کا ہر لمحہ قوم ملک کی خدمت کے لئے وقف تھا، جو جب تک زندہ رہے تو قوم کے لئے، جب دنیا سے رخصت ہوئے تو بڑا خلا چھوڑ گئے، جس کی تلافی ناممکن ہے:

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

آخر میں اس تحریک کا ذکر خیر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جس کی خلوص بھری محنت، للّٰہیت اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے تبلیغی جماعت بستی نظام الدین دہلی وجود میں آئی، جس نے پورے ایشیا کو اپنے فیض سے مستفیض کیا، وہ شخصیت حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی نوراللہ مرقدہ کی ہے، جس کے عظیم فرزند حضرت امیر التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلویؒ کی زیارت کا موقع ملا۔ حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ نے اپنے عظیم والد کے عظیم مشن کو پوری دنیا میں متعارف کرایا، جن کی انتھک محنتوں اور ایمان بھری کاوشوں سے اہل حق کے اس قافلہ نے پوری دنیا میں اپنی ضیاء پاشیوں سے تبلیغ حق امت محمدیہ ادا کر دیا، سنا ہے کہ حضرت مولانا الیاسؒ امت کی اصلاح کے غم میں خون کے آنسو پیتے تھے۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے اپنے عظیم والد کے مشن کو پوری دنیا میں متعارف کرانے کے بعد سرزمین لاہور میں اپنی جان، جان آفریں کے سپرد فرمائی۔ بندہ کو حضرت جیؒ سے ملتان مرکز تبلیغ ابدالی مسجد میں شرف نیاز حاصل ہوا، آج حضرت جیؒ کی خلافت اور فصاحت تبلیغ توحید و سنت کے امین جناب مولانا محمد طارق جمیل مدظلہ کو عالمی تبلیغی مبلغ ہونے کا اعزاز حاصل ہے، خداوند تعالیٰ مولانا محمد طارق جمیل صاحب کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور انہیں عمر نوح نصیب فرمائے۔ موصوف نے اپنے وقیع علوالمرتبت عظیم اکابر کی تبلیغ اور اسلام کے نظام اصلاح و فلاح کو آگے بڑھاتے ہوئے قائد حق ہونے کا ثبوت فراہم کیا، خداوند تعالیٰ اس مرد مجاہد کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔

امت آپ کے علمی فیوض سے مستفیض ہوتی رہے تاکہ یہ سلسلۂ رشد و ہدایت اور کاروان تبلیغ حق قرب قیامت امام مہدی کے قافلہ میں شامل ہو کر اہل حق کی نیابت کا فریضہ سرانجام دے۔ مدینہ منورہ میں بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ کی زیارت نصیب ہوئی، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں حضرت صاحبزادہ مولانا محمد طلحہ مدظلہ جو برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہ کے اکلوتے بیٹے تبلیغی اکابرین کی تصویر خلوص وللّٰہیت کے کوہ ہمالیہ ہیں، مکہ معظمہ کی اقامت کے ایام میں بندہ کو ان کی خدمت کا شرف نصیب ہوا۔ مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ کی خدمت میں باریابی کا شرف نصیب ہوا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ضروری اطلاع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کا ''خواجہ خواجگان نمبر'' شائع ہو گیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تالیف ''تذکرۂ خواجہ خواجگان'' بھی چھپ گئی ہے۔ دونوں کتب اپنے قریبی دفتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں یا براہ راست مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان اور دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

رعایتی قیمت: ''خواجہ خواجگان نمبر'' 350 روپے

رعایتی قیمت: ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' 100 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

برائے رابطہ ملتان: 061-4783486 برائے رابطہ کراچی: 021-32780337

اصغر علی کذاب سے متعلق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ محمد اصغر علی شخص اپنے ایک جاننے والے کو ایک خط لکھتا ہے اور اس خط میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتا ہے۔

۱:... گوجر خان میں اور گوجر خان سے روات تک جو بورڈ لگے ہوئے ہیں اور ان کے اوپر لکھا ہوا ہے: ''لبیک یارسول اللہ'' یہ سب بورڈ اللہ سبحان تعالیٰ کی مدد سے میرے بارے میں لگے ہوئے ہیں۔

۲:... آپ سب کا پیارا حاجی اور رسول اللہ محمد اصغر علی وعلیہ وسلم۔

۳:... آپ کا پیارا ربّہ محمد اصغر رسول اللہ۔

۴:... آپ سب کا پیارا نیک نیت رحمت اللہ حضرت محمد اصغر علی وعلیہ وسلم۔

۵:... یہ خاص خوشخبری اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے مجھے حاصل ہوئی ہے۔

۶:... یہ خاص خوشخبری اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

۷:... یہ خاص خوشخبری اللہ تعالیٰ کے خاص فرمانوں میں سے یہ ایک خاص فرمان ہے۔

۸:... اور اس شخص نے اپنے تعارفی کارڈ پر بھی یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ نیک نیت رحمت اللہ حضرت محمد اصغر علی وعلیہ وسلم

اس کے علاوہ زبانی طور پر بھی کئی حضرات کے سامنے ان باتوں کا وہ برملا اظہار کر چکا ہے اور باقاعدہ گواہ بھی اس پر موجود ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ اس کی یہ تحریریں گستاخی وتوہین رسالت کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں؟ اگر ہیں تو ایسے شخص کی اسلام میں کیا سزا ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

نوٹ: اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں جن میں یہ عبارتیں مرقوم ہیں، استفتا کے ساتھ لف ہیں۔

بینوا توجروا جزاکم اللّٰہ خیر فی الدارین

محمد یاسر قاسمی

الجواب ومنه الصدق والصواب

تحریرات مذکورہ فی السوال اور منسلکہ مع الاستفتا کے مطابق شخص مذکور مدعی نبوت اور منکر ختم نبوت ہے، ایسا شخص قرآن وسنت اور اجماعت امت کی روشنی میں کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔ ایسے شخص کے کفر میں شک کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اور قطعی عقائد میں سے ایک اہم ترین قطعی اور بنیادی عقیدہ ہے جس پر قرآن کریم کی تقریباً سو آیات کریمہ اور دو سو دس کے قریب احادیث نبویہ شاہد ہیں۔ قرآن وسنت کے ساتھ امت کا اجماع بھی اس پر ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ لہٰذا جو آدمی عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر، مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے اور واجب القتل ہے۔

اہل اسلام میں ایسے شخص کے کافر ومرتد اور واجب القتل ہونے میں کبھی دو آراء نہیں پائی گئیں اور راجح مذہب کے مطابق ایسے شخص کی توبہ بھی قابل قبول نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلی مہم جہاد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں اسی کے خلاف ہوئی۔ جمہور صحابہ کرامؓ نے دعویٰ نبوت کی بنا پر مسیلمہ کذاب کو اور تصدیق کی بنا پر اس کے پیروکاروں کو کافر اور واجب القتل قرار دیا۔ اسلام میں سب سے پہلا اجماع یہی تھا جو منکر ختم نبوت اور اس کے پیروکاروں کے متعلق منعقد ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق کہ:

''میری امت میں تیس کذاب دجال ہوں گے، جو نبوت کا دعویٰ کریں گے.... الخ۔''

بہت سے بدبختوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اور ان کے بعد کے تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہل اسلام نے ہمیشہ ہر دور میں ہر علاقے میں ایسے بدبختوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک مرتد کے ساتھ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اسود عنسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا، آپؐ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اس کو قتل کردیا گیا۔

اسی طرح بعد میں خلفائے اسلام کے دور میں بھی اگر کسی نے دعویٰ نبوت کیا تو اسے فوراً واصل جہنم کردیا گیا۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

''وفعل ذالک غیر واحد من خلفاء والملوک باشباھھم واجمع العلماء وقتھم علی صواب فعلھم والمخالف فی ذالک من کفرھم

کافر۔“ (شفاء قاضی عیاض)

ترجمہ: ”اور بہت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے ان کے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔“

خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نوحؑ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ہارون الرشیدؒ نے بحکم ارتداد اس کا سر قلم کردیا اور عبرت کے لئے اس کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ (کتاب المحاسن بیہقی ص:۶۲، ج:۲)

علامہ سید محمد آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطقت بہ الکتب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الأمۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔“ (روح المعانی ص:۶۵، ج:۷)

ترجمہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، ان مسائل میں سے ہے جس پر تمام آسمانی کتب ناطق ہیں اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جائے۔“

علامہ ابن حجر مکیؒ رقم طراز ہیں:

”ومن اعتقد وحیاً بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفر باجماع المسلمین۔“

ترجمہ: ”اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا عقیدہ رکھے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔“

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

”ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔“ (شرح فقہ اکبر ص:۲۰۲)

ترجمہ: ”اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔“

حافظ ابو منصور بغدادیؒ لکھتے ہیں:

”کل من اقر بنبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اقر بانہ... فھو کافر۔“ (اصول دین لابی منصور بغدادی ص:۱۶۳)

علامہ طحاویؒ فرماتے ہیں:

”کل دعوۃ بعدہ علیہ السلام بغی وھوی وھو المبعوث الی الجن وکافۃ الوری۔“ (عقیدہ طحاویہ ص:۱۴)

فتاویٰ عالمگیری جو پانچ سو علماء و مفتیان کی توثیق سے مرتب ہوا، اس میں ہے کہ:

”ولو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم ویرید بہ من پیغام مے برم یکفر۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص:۲۶۳، ص:۳)

فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے اسی عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔ (فصول عمادی ص:۱۳۰)

علامہ ابن حزم اندلسیؒ رقم طراز ہیں:

”وکذالک من قال ... ان بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ... لایختلف اثنان فی تکفیرہ ... الخ۔“ (کتب الملل والنحل ص:۲۴۹، ج:۳)

بطور نمونہ چند اساطین امت کے فتاویٰ جات پیش کردیے گئے ہیں، جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا منکر کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔ اور ایسے شخص کو مسلمان سمجھنے والا یا ایسے شخص کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ ایسا شخص ایک مسلمان ملک میں ایسی جسارت کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے اور مشہور قول کے مطابق ایسے بدبخت کی توبہ بھی قبول نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجیب الرحمٰن غفرلہ

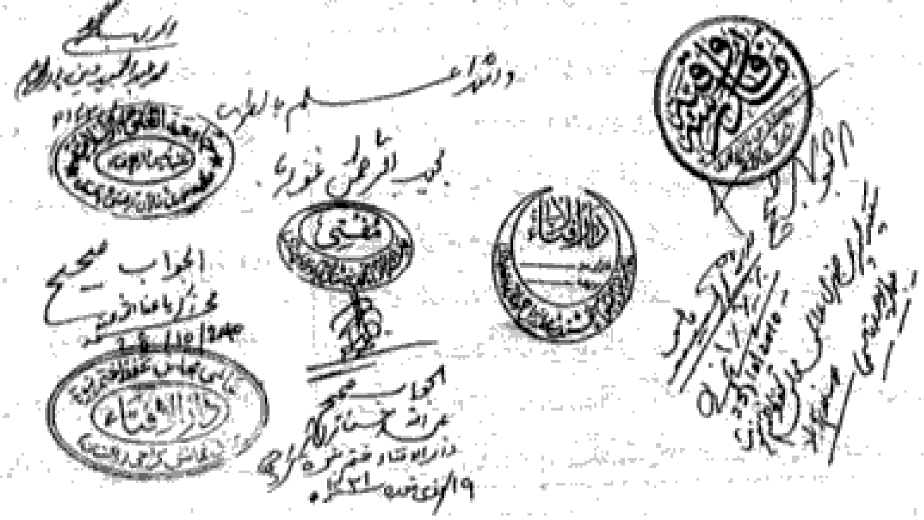

گورنر پنجاب کے گستاخانہ بیانات اور شیریں رحمٰن کے غیر اسلامی اقدامات پر

ملک گیر احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں

رپورٹ: عدنان سنپال، ملتان

قانون انسداد توہین رسالت کو غیر موثر کرنے اور ختم کرنے کی گھناؤنی سازشوں کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک بھر کی تمام دینی ومذہبی جماعتوں کے قائدین اور تمام مکاتب فکر کے ممتاز علمائے کرام نے 4دسمبر بروز جمعۃ المبارک کے موقع پر شدید احتجاج کیا ہے اور ملک بھر کی تمام مساجد میں مذمتی قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ مظاہرین نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی برطرفی اور سیکولر این جی اوز پر پابندی کا مطالبہ بھی کیا۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک کے چاروں صوبوں میں قانون رسالت کے خلاف گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے گستاخانہ بیانات اور شیریں رحمان کے غیر اسلامی اقدامات پر ملک گیر احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں منعقد ہوئیں۔ ذرائع کے مطابق پشاور، کراچی، بہاول پور، ساہیوال، لاہور، پاکپتن، رحیم یارخان، حیدرآباد، سکھر، کوئٹہ، ڈیرہ غازیخان، ژوب، راولپنڈی، اسلام آباد، مانسہرہ، ایبٹ آباد، فیصل آباد، خانیوال، اوکاڑہ، بہاول نگر اور ڈیرہ اسماعیل خان سمیت تمام چھوٹے بڑے شہروں میں بہت بڑے احتجاجی اجتماعات، مظاہرے اور احتجاجی جلوس نکالے گئے۔ مظاہرین نے امریکہ نواز لابیوں اور گستاخان رسول کے خلاف سخت نعرے بازی کی۔ احتجاجی شرکاء نے بڑے بڑے بینرز، پلے کارڈ اور کتبے اٹھا رکھے تھے۔ جن پر گستاخان رسول کو پھانسی دو پھانسی دو اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر اور شیریں رحمان کے خلاف عبارات اور نعرے درج تھے۔ مقررین نے واضح کیا کہ جب تک قانون توہین رسالت کو اصلی حالت پر برقرار رکھنے کی حکومتی پالیسی واضح نہیں ہوتی ہمارا احتجاج جاری رہے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مرکز ملتان میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قانون توہین رسالت کے خلاف پارلیمنٹ میں کوئی بل لایا گیا تو تمام ارکان پارلیمنٹ دینی حمیت وغیرت کے پیش نظر سخت مزاحمت کریں گے اور ایوان مچھلی منڈی بن جائے گا۔ عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ استعماری ایجنڈے کی تکمیل کے لئے مٹھی بھر شرپسند قادیانی اقلیت کو مسلم اکثریت کے عقائد ونظریات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ آئندہ کی پالیسی اور لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے تمام جماعتوں کا مشترکہ اجلاس جلد اسلام آباد میں طلب کرنے کا فیصلہ کیا جاچکا ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دارالعلوم کبیروالا میں احتجاجی عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قانون توہین رسالت کے غلط استعمال پر واویلا کرنے والے مذکورہ قانون کے غلط استعمال کی کوئی واضح مثال پیش نہیں کرسکتے۔ کیا پاکستان میں باقی تمام قوانین کا غلط استعمال نہیں کیا جاتا۔ ان قوانین کے بارے میں انسانی حقوق کی تنظیمیں اور قادیانی این جی اوز خاموش تماشائی کیوں بنی ہوئی ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی غلہ منڈی میں عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قانون توہین رسالت کے مخالف اسلام اور پاکستان کے کھلے دشمن ہیں۔ غیر ملکی سفارت کار اپنی فرائض منصبی ادا کریں اور بے دین این جی اوز کے اشاروں پر امت مسلمہ کے دینی معاملات میں دخل اندازی سے گریز کریں۔ ساہیوال میں مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ آسیہ ملعونہ عدالتی سزا پر برافروختہ ہونے والے گورنر پنجاب سلمان تاثیر عافیہ صدیقی کی غیر قانونی گرفتاری اور ان کے ساتھ حیا سوز سلوک پر کیوں خاموش ہیں۔ گورنر صاحب گستاخان رسول کی پشت پناہی کا رویہ ترک کردیں۔ لاہور میں مولانا

قانون توہین رسالت... پورا ملک سراپا احتجاج ہوگا: مولانا طوفانی

کراچی.... ۲۹ر نومبر ۲۰۱۰ء بروز پیر بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے جامع مسجد فلاح نصیر آباد ۱۴، فیڈرل بی ایریا میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آسیہ مسیح نامی گستاخ رسول نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بارے میں توہین آمیز جملے کہے، اس کے خلاف پاکستان کے قانون کے تحت مقدمہ درج ہوا اور آئین کی دفعہ ۲۹۵۔سی کے تحت اس کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ لیکن آج ہمارے حکمران اس کو معاف کرنے اور چھوڑنے کے درپے ہیں اور اس مقدمہ کی آڑ میں توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم حکومت کو یہ باور کرادینا چاہتے ہیں کہ اگر یہ قانون ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو پورے ملک میں حکومت کے خلاف آواز اٹھائی جائے گی اور پورا ملک سراپا احتجاج ہوگا۔

عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قانون توہین رسالت کی مخالفت کرنے والے دو قومی نظریہ کے غدار اور اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ گستاخان رسول کے لئے سزائے موت کے قرآنی و حدیثی فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ بھکر میں مولانا عبدالستار حیدری نے کہا کہ کلیسائی طاقتوں کی خوشنودی کے لئے شعوری طور پر اقلیتوں کو مسلم اکثریت پر غلبہ دیا جا رہا ہے۔ جو کہ بیرونی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔ پشاور میں مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کہا کہ حکمرانوں کو چند ڈالروں کے عوض ناموس رسالت کا سودا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ ہم سروں پر کفن باندھ کر اور جانوں پر کھیل کر ناموس رسالت کے قوانین کا تحفظ کریں گے۔ حیدر آباد میں مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ قانون توہین رسالت ختم کرنا لاقانونیت پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ کیا مسلم لیگ کے تمام دھڑے اور پیپلز پارٹی کے ارکان اپنے اپنے قائدین کی اہانت برداشت کریں گے۔ علاوہ ازیں ملک کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں احتجاجی مظاہروں اور ریلیاں بھی منعقد ہوئیں۔ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ کسی نفس ناطقہ کو اس پر شب خون مارنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔ مولانا محمد اسحٰق ساقی نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت ہمیں اپنی ماؤں اور بیٹیوں سے زیادہ عزیز ہے۔ ناموس رسالت کے لئے ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے گریز نہیں کریں گے۔ قاری زاہد اقبال اور مفتی محمد عثمان نے کہا کہ اگر قانون توہین رسالت ختم کیا گیا تو فیصلے عدالتوں کی بجائے سڑکوں پر ہوا کریں گے۔ انجمن شان محمدی کے رکن جناب عدنان سنبل نے کہا کہ اگر قانون توہین رسالت منسوخ کیا گیا تو عوام غازی علم الدین کا کردار ادا کرتے ہوئے ہر توہین کرنے والے کو گولی سے اڑا دیں گے۔ مولانا محمد قاسم رحمانی نے کہا کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر اپنے منصب سے گری ہوئی حرکتوں سے باز رہیں اور گستاخان رسول کی پشت پناہی چھوڑ دیں۔ دریں اثناء مولانا گورمانی خانیوال، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا محمد زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا نورالحق نور پشاور، مولانا عبدالواحد کوئٹہ، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی سکھر، مولانا علامہ احمد میاں حمادی ٹنڈو آدم، مولانا راشد مدنی ٹنڈو آدم، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا میاں مسعود احمد خانپور، قاری محمد اصغر عثمانی چیچہ وطنی، مولانا تجمل حسین کمبہٹ، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا محمد یوسف نقشبندی بدین، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا غلام رسول دین پوری چناب نگر، مولانا کلیم اللہ رشیدی سمیت سینکڑوں علمائے کرام، دینی جماعتوں کے نمائندگان، کاروباری اور تاجر شخصیات نے بھی خطاب کرتے ہوئے قانون توہین رسالت کے خاتمہ کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔

ملعونہ آسیہ کی سزا معاف کرنے کے بجائے معاملہ عدالت کے سپرد کیا جائے

کراچی (پ ر) قانون توہین رسالت جیسے حساس اور طے شدہ امر کو متنازعہ بنا کر اس میں ترمیم کرنے سے گریز کیا جائے۔ گستاخی رسول کی مجرمہ آسیہ بی بی کی سزا معاف کرنے کے بجائے معاملہ عدالت کے سپرد کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علماء اسلام (ف) کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالغفور حیدری نے دفتر ختم نبوت پرانی نمائش میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے غیر ملکی این جی اوز کے دباؤ پر توہین رسالت ایکٹ میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی تو تمام دینی و مذہبی قوتیں متحد ہو کر اس کے خلاف تحریک چلائیں گی اور بھرپور احتجاج کریں گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نے کہا کہ اگر حکومت نے عدالتی فیصلہ کو بائی پاس کر کے توہین رسالت کی مرتکب ملعونہ آسیہ کی سزائے موت کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کی تو اسلام آباد میں ایوانوں کا گھیراؤ کیا جائے گا اور پُر زور احتجاجی تحریک شروع ہوگی۔ جلد ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تمام دینی و مذہبی جماعتوں کا نمائندہ اجلاس اسلام آباد میں منعقد کیا جائے گا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مجلس کے ڈپٹی سیکریٹری مولانا محمد اکرم طوفانی نے ارباب اقتدار سے درخواست کی کہ اس نازک مسئلہ کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ پاکستان کے موجودہ حالات اور امن و امان کی مخدوش صورت حال کے پیش نظر وطن عزیز کسی تحریک کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے عقلمندی کا تقاضا ہے کہ پارلیمنٹ کے متفقہ قانون میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ سے مکمل اجتناب کیا جائے اور توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کے خواہشمند دشمنانِ رسول کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنا دیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر مولانا احمد میاں حمادی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مفتی خالد محمود، جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا عبدالکریم عابد، حافظ عبدالمالک اور مولانا توصیف احمد نے بھی خطاب کیا۔

REGD. SS.160

حضرات علماء کرام کی خدمت میں ضروری گزارش

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد!

بخدمت جناب حضرات علماء کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے بہتر کون اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کا مسئلہ مسلمانوں کے ایمان کی جان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی گستاخی انسان کو دارین کی فلاح سے محروم اور ابدی عذاب وشقاوت کا مستحق بنادیتی ہے۔

حال ہی میں ملکی اخبارات میں ننکانہ کی ملعونہ آسیہ کا کیس بہت شہرت حاصل کر گیا ہے۔ اس مسیحی خاتون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا ارتکاب کیا۔ پنچائت، پولیس کی انکوائری نے اسے ملزم ثابت کیا، پرچہ درج ہوا، سیشن جج نے کیس کی سماعت کی، گواہان کے بیانات، مقدمہ کے چالان اور خود ملزمہ کے اعتراف کے بعد عدالت نے اسے مجرم قرار دے کر سزا سنائی۔

ہائی کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف مجرمہ نے اپیل دائر کر رکھی ہے۔ اس کی سماعت نہیں ہوئی، اگر ہائی کورٹ کا فیصلہ مجرمہ کے خلاف ہوا تو سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل کا مرحلہ باقی ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ اگر خلاف ہو جائے تو بھی مجرمہ سپریم کورٹ میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی درخواست کا حق رکھتی ہے۔ ابھی تمام تر یہ عدالتی طریق کار باقی ہیں۔ ان سب کو نظر انداز کر کے ملعونہ آسیہ کے ہاں جیل میں گورنر پنجاب گئے اور پھر ملک میں آسیہ کو بچانے کی جدوجہد، اس قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم کرنے کا پروپیگنڈا اس زور کے ساتھ شروع ہوگیا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔

ان حالات میں پیپلز پارٹی کی ایک رکن قومی اسمبلی محترمہ شیریں رحمن نے اس قانون کو ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا بل قومی اسمبلی میں جمع کرادیا ہے۔

گورنر پنجاب، شیریں رحمن، ملک بھر کی این جی اوز وغیرہ کی کارروائیوں کو امریکی مطالبہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو شدید اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ کسی وقت بھی قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم کرنے کی سازش تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد سوائے کف افسوس ملنے کے ہمارے پاس باقی کچھ نہ رہ جائے گا۔

ان حالات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ خطبہ جمعہ، تحریر وتقریر، اخبارات کے ذریعہ اس قانون کی اہمیت وافادیت اور تحفظ ناموس رسالت کی مسلمانوں کے ہاں حساسیت کے لئے رائے عامہ کو بیدار کرنے میں اپنا فرض ادا کریں، اپنے حلقہ کے قومی اسمبلی کے ممبران کو قائل کریں کہ اسمبلی میں بھی اس سازش کو ناکام بنائیں۔ امید ہے کہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو پیغمبر علیہ السلام کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے صرف کر کے ممنون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

والسلام

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ